اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ

تبلیغ 1390 ہش

فروری 2011ء

ماہنامہ قادیان

مشکوٰۃ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

(کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

مجلس خدام الاحمدیہ گوداوری زون آندھرا پردیش کے پہلے سالانہ اجتماع کا ایک منظر

یوم مصلح موعودؓ کے موقعہ پر محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت اور محترم ناظر صاحب امور عامہ ہرچووال کے سرکاری ہسپتال میں مریضوں کے درمیان پھل تقسیم کرتے ہوئے۔ اس موقع پر راجندر مان صاحب میئر ساؤتھال لندن بھی نظر آ رہے ہیں۔

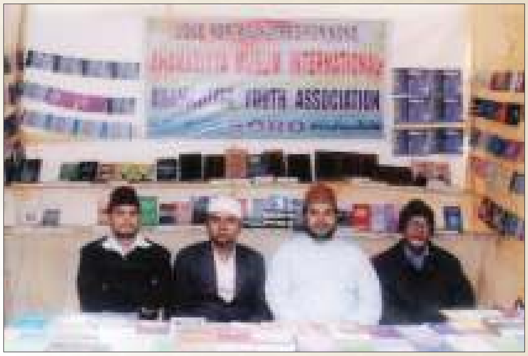

مجلس خدام الاحمدیہ سورو، اڑیسہ کی طرف سے لگائے گئے ایک بک اسٹال کا منظر

مجلس اطفال الاحمدیہ آسنور کے اراکین ڈرائنگ Competition میں حصہ لیتے ہوئے

سہارا فٹ بال ٹورنامنٹ میں مجلس خدام الاحمدیہ کرڈاپلی اُڑیسہ کی فاتح ٹیم

مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر کی جانب سے جم خانہ ''دارالصحت'' کے افتتاح کی تصویر

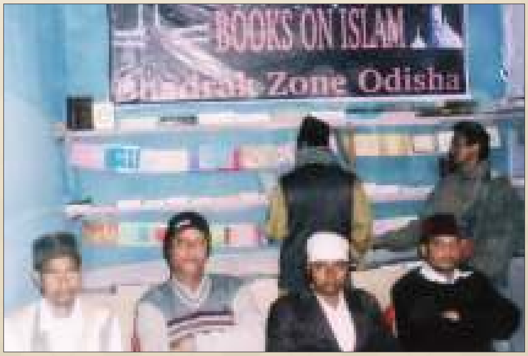

مجلس خدام الاحمدیہ بھدرک اُڑیسہ کی طرف سے لگائے گئے بک اسٹال کا منظر

تربیتی جلسہ بمقام گدڑی ہال سرکل بیلر گہ شمالی کرناٹک کا ایک منظر

ماہنامہ

مشکوٰۃ

قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

''قوموں کی اصلاح
نوجوانوں کی اصلاح کے
بغیر نہیں ہو سکتی''
(حضرت مصلح موعودؓ)

جلد 30. تبلیغ 1390 ہش فروری 2011ء شمارہ 2

نگران : محترم حافظ مخدوم شریف صاحب
صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر
عطاء المجیب لونؔ

نائبین
عطاء الٰہی احسن غوری، ڈاکٹر جاوید احمد

مینیجر : رفیق احمد بیگ
مجلس ادارت : طاہر احمد بیگ، مبشر احمد خادم، سید عبد الہادی، مرید احمد ڈار، شمیم احمد غوری
انٹرنیٹ ایڈیشن : تسنیم احمد فرخ
کمپوزنگ : سید اعجاز احمد آفتاب
دفتری امور : عبد الرب فاروقی۔ مجاہد احمد سولیجہ انسپکٹر
مقام اشاعت : دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ای میل ایڈریس
mishkat_qadian@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن
http://www.alislam.org/mishkat

سالانہ بدل اشتراک
اندرون ملک 180 روپے　بیرون ملک : 50 امریکن $　یا متبادل کرنسی
قیمت فی پرچہ : 20 روپے

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

ضیا پاشیاں

☆ آیات القرآن　2
☆ انفاخ النبی ﷺ　3
☆ کلام الامام المہدی علیہ السلام　4
☆ از افاضات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز　5
☆ حضور انور کا محبت بھرا خط　6
☆ اداریہ　7
☆ نظم　8
☆ اسلامی جہاد کی حقیقت　9
☆ سیرت حضرت خاتم النبیین ﷺ کے دس امتیازات　16
☆ حضرت مصلح موعودؓ کے شمائل و اخلاق اور نظام خلافت　20
☆ امثال المصلح الموعودؓ　28
☆ ملکی رپوٹیں　32
☆ اعلانات　34
☆ The Holy Prophet Muhammad[s-a-w] in the eyes of non muslims　40

جان و دلم فدائے جمالِ محمد است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمد است

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb) by :
Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher

آیات القرآن

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ج وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ص فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ ج فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَo

(اٰل عمران:160)

ترجمہ:- پس اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تو ان کے لئے نرم ہو گیا۔ اور اگر تو تُند خُو (اور) سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دُور بھاگ جاتے۔ پس اُن سے درگزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر اور (ہر) اہم معاملہ میں ان سے مشورہ کر۔ پس جب تُو (کوئی) فیصلہ کر لے تو پھر اللہ ہی پر توکل کر۔ یقیناً اللہ توکّل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌo (التوبة:128)

ترجمہ:- یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت سخت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اُٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

☆☆☆

انفاخ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سردارِ دو جہاں حضرت خاتم النبیین محمد مصطفی ﷺ کا حلیہ مبارک

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخمًا مُفَخَّمًا یَتَلَا لُأُ وَجْھُہٗ تَلَا لُأَ الْقَمرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ اَطْوَلَ مِنَ الْمَربُوْعِ وَ اَقْصَرَ مِنَ الْمُشَذَّبِ عَظِیْمَ الْھَامَّۃِ رَجِل الشَّعْرِاِنِ انْفَرَقَتْ عَقِیْقَتُہٗ فَرِقَ وَاِلَّا فَلَا یُجَاوِزُ شَعْرُہٗ شَحْمَۃَ اُذُنَیْہِ اِذَ ھُوَ وَفَرَہٗ اَزْھَرَ اللَّوْنِ وَاسِعَ الْجَبِیْنِ اَزَجَّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ مِنْ غَیْرِ قَرْنٍ بَیْنَھُمَا عِرْقٌ یُدِرُّہٗ الْغَضَبُ اَقْنَی الْعِرْنَیْنِ لَہٗ نُوْرٌ یَعْلُوْہٗ یَحْسَبُہٗ مَنْ لَمْ یَتَامَّلْہُ اَشَمَّ کَثَّ اللِّحْیَۃِ سَھْلَ الْخَدَّیْنِ ضَلِیْعَ الْفَمِ مُفْلَجَ الْاَسْنَانِ دَقِیْقَ الْمَسْرُبَۃِ کَانَ عُنُقُہ جِیْدَ دُمْیَۃٍ فِیْ صَفَاءِ الْفِضَّۃِ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ بادِنٌ مَتَمَاسِکٌ سَوَاءَ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ عَرِیْضَ الصَّدْرِ بَعِیْدَ مَا بَیْنَ مَنْکِبَیْنِ ضَخْمَ الْکَرَادِیْسِ اَنْوَرَالْمُتَجَرّدِ مَوْصُوْلَ مَابَیْنَ اللَّبَّۃِ وَالسُّرَۃِ بِشَعْرٍ یَجْرِیْ کَالْخطِّ عَارِیَ الثَّدیَیْنِ وَالْبَطْنِ مِمَّا سِوَی ذٰلِکَ اَشْعَرَالزِّرَاعَیْنِ وَالْمَنْکِبَیْنِ وَاَعَالِیَ الصَّدْرِ طَوِیْلَ الزَّنْدَیْنِ رَحْبَ الرَّاحَۃِ شَثِنَ الْکَفَّیْنِ وَالْقَدَمَیْنِ سَائِلَ الْاَطْرَافِ اَوْقَالَ شَائِلَ الْاَطْرَافِ خَمْصَانَ الْاَخْمَصَیْنِ مَسِیْحَ الْقَدَمَیْنِ یَنْبُوْ عَنْھُمَا الْمَآءُ اِذَا زَالَ زَالَ قَلْعًا یَخْطُوْتَکَفِّیًا وَیَمْشِیْ ھَوْنًا ذَرِیْعَ الْمِشْیَۃِ اِذَا مَشٰی کَاَنَّمَا یَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ وَاِذَا الْتَفَتَ اِلْتَفَتَ جَمِیْعًا خَافِضَ الطَّرْفِ نَظْرُہٗ اِلَی الْاَرْضِ اَکْثَرُمِنْ نَظْرِہٖ اِلَی السَّمَآءِ جُلُّ نَظْرِہِ الْمُلَاحَظَۃُ یَسُوْقُ اَصْحَابَہٗ یَبْدَءُ مَنْ لَقِیْ بِالسَّلَامِ.

(شمائل ترمذی باب فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارُعب اور وجیہہ شکل وصورت کے تھے چہرہ مبارک یوں چمکتا تھا گویا چودھویں کا چاند۔ میانہ قد یعنی پستہ قامت سے دراز اور طویل القامت سے کسی قدر چھوٹا۔ سر بڑا۔ بال خم دار اور گھنے جو کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔ مانگ نمایاں، رنگ کھلتا ہوا سفید، پیشانی کشادہ، ابرو لمبے باریک اور بھرے ہوئے جو باہم ملے ہوئے نہیں تھے بلکہ درمیان میں سفید سی جگہ نظر آتی تھی جو غصہ کے وقت نمایاں ہو جاتی تھی۔ ناک باریک جس پر نور جھلکتا تھا جو سرسری دیکھنے والے کو اُٹھی ہوئی نظر آتی تھی۔ ریش مبارک گھنی، رخسار نرم اور ہموار دہن کشادہ۔ دانت ریخدار اور چمکیلے۔ آنکھوں کے کوئے باریک، گردن صراحی دار چاندی کی طرح شفاف جس پر سرخی جھلکتی تھی۔ معتدل الخلق۔ بدن کچھ فربہ لیکن بہت موزوں۔ شکم وسینہ ہموار۔ صدر چوڑا اور فراخ، جوڑ مضبوط اور بھرے ہوئے جلد چمکتی ہوئی نازک اور ملائم۔ چھاتی اور پیٹ بالوں سے بالکل صاف سوائے ایک باریک سی دھاری کے جو سینے سے ناف تک چلی گئی تھی۔ کہنیوں تک دونوں ہاتھوں اور کندھوں پر کچھ کچھ بال، پہنچے لمبے، ہتھیلیاں چوڑی اور گوشت سے بھری ہوئی، انگلیاں لمبی اور سڈول، پاؤں کے تلوے قدرے بھرے ہوئے، قدم نرم اور چکنے کہ پانی بھی ان پر سے پھسل جائے جب قدم اٹھاتے تو پوری طرح اُٹھاتے۔ رفتار باوقار لیکن کسی قدر تیز جیسے بلندی سے اتر رہے ہوں جب کسی کی طرف رُخ پھیرتے تو پورا رُخ پھیرتے۔ نظر ہمیشہ نیچی رہتی۔ یوں لگتا جیسے فضا کی نسبت زمین پر آپؐ کی نظر زیادہ پڑتی ہے۔ آپؐ اکثر نیم وا آنکھوں سے دیکھتے۔ اپنے صحابہؓ کے پیچھے پیچھے چلتے اور اُنکا خیال رکھتے۔ ہر ملنے والے کو سلام میں پہل فرماتے۔

☆☆☆

کلام الامام المھدی علیہ السلام

شانِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

''وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا۔یعنی انسانِ کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔نجوم میں نہیں تھا۔قمر میں نہیں تھا۔آفتاب میں بھی نہیں تھا۔وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔وہ لعل و یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولا سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسبِ مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی۔یعنی اُن لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے تھے۔اور امانت سے مراد انسانِ کامل کے وہ تمام قویٰ اور عقل اور علم اور دل اور جان اور حواس اور خوف اور محبت اور عزت اور وجاہت اور جمیع نعماء روحانی و جسمانی ہیں۔جو خدا تعالیٰ انسانِ کامل کو عطا کرتا ہے اور انسانِ کامل برطبق آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوْا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا اس ساری امانت کو جنابِ الٰہی کو واپس دے دیتا ہے یعنی اُس میں فانی ہو کر اسکی راہ میں وقف کر دیتا ہے جیسا کہ ہم مضمون ''حقیقت اسلام'' میں بیان کر چکے ہیں اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید، ہمارے مولیٰ، ہمارے ہادی نبی، اُمی صادق مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔'' (آئینہ کمالاتِ اسلام حصہ اردو، صفحہ: 138-140)

''یہ بات اربابِ کشف وکمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے کہ کامل کی دُعا میں ایک قوتِ تکوین پیدا ہو جاتی ہے۔یعنی باذنہٖ تعالیٰ وہ دعا عالمِ سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے۔اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اس طرف سے آتی ہے جو طرف مؤید مطلوب ہے۔خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اس کی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں۔ بلکہ اعجاز کے بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے۔اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کچھ کہ اولیائے کرام ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے اس کا اصل اور منبع یہی دعا ہے اور اکثر دعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرتِ قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں۔وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا۔اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَآلِہٖ بِعَدَدِ ھَمِّہٖ وَحُزْنِہٖ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَاَنْزِلْ عَلَیْہِ اَنْوَارَ رَحْمَتِکَ اِلَی الْاَبَدِ''

☆☆☆

از افاضات سیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایده الله تعالی بنصره العزیز

’’اللہ تعالیٰ نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔جیسا کہ خود فرماتا ہے وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ. (سورۃ الانبیاء:108) کہ ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت کے طور پر۔اور آپؐ سے بڑی ہستی، رحمت بانٹنے والی ہستی، نہ پہلے کبھی پیدا ہوئی اور نہ بعد میں ہوسکتی ہے۔ہاں آپ کا اُسوہ ہے جو ہمیشہ قائم ہے اور اس پر چلنے کی ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہیئے۔اور اس کے لئے بھی سب سے بڑی ذمہ داری احمدی کی ہے۔ہم پر ہی عائد ہوتی ہے۔تو بہرحال آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو رحمۃ للعالمین تھے اور یہ لوگ آپکی یہ تصویر پیش کرتے ہیں جس سے انتہائی بھیانک تصور ابھرتا ہے۔پس ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار محبت اور رحمت کے اسوہ کو دنیا کو بتانا چاہئے اور ظاہر ہے اسکو بتانے کے لئے مسلمانوں کو اپنے رویّے بھی بدلنے پڑیں گے۔دہشت گردی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو جنگ سے بچنے کی بھی ہمیشہ کوشش کی ہے۔جب تک کہ آپ پر مدینہ میں آکر جنگ ٹھونسی نہیں گئی۔‘‘ (اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خاکوں کی حقیقت، صفحہ:14)

’’تو جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ ہر ملک میں آنحضرت ﷺ کی سیرت کے پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔خاص طور پر جو اسلام کے بارے میں جنگی جنونی ہونے کا ایک تصوّر ہے اس کو دلائل کے ساتھ رد کرنا ہمارا فرض ہے۔پہلے بھی میں نے کہا تھا کہ اخباروں میں بھی کثرت سے لکھیں۔اخباروں کو، لکھنے والوں کو سیرت پر کتابیں بھی بھیجی جاسکتی ہیں۔

پھر یہ بھی ایک تجویز ہے آئندہ کے لئے، یہ بھی جماعت کو پلان (Plan) کرنا چاہئے کہ نوجوان جرنلزم (Journalism) میں زیادہ سے زیادہ جانے کی کوشش کریں جن کو اس طرف زیادہ دلچسپی ہو، تا کہ اخباروں کے اندر بھی ان جگہوں پر بھی، ان لوگوں کے ساتھ بھی ہمارا نفوذ رہے۔کیونکہ یہ حرکتیں وقتاً وقتاً اُٹھتی رہتی ہیں۔اگر میڈیا کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وسیع تعلق قائم ہوگا تو ان چیزوں کو روکا جا سکتا ہے، ان بیہودہ حرکات کو روکا جا سکتا ہے۔اگر پھر بھی اس کے بعد کوئی ڈھٹائی دکھاتا ہے تو پھر ایسے لوگ اس زمرے میں آتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بھی لعنت ڈالی ہے اور آخرت میں بھی۔

جیسا کہ فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا۔ (سورۃ الاحزاب:58) یعنی وہ لوگ جو اللہ اور اسکے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں، اللہ نے ان پر دنیا میں بھی لعنت ڈالی ہے اور آخرت میں بھی اور اس نے ان کے لئے رسوا کن عذاب تیار کیا ہے۔یہ حکم ختم نہیں ہوگیا۔ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں۔آپؐ کی تعلیم ہمیشہ زندگی دینے والی تعلیم ہے۔آپؐ کی شریعت ہر زمانے کے مسائل حل کرنے والی شریعت ہے۔آپؐ کی پیروی کرنے سے اللہ تعالیٰ کا قرب ملتا ہے۔تو اس لئے یہ جو تکلیف ہے یہ آپ کے ماننے والوں کو جو تکلیف پہنچائی جارہی ہے کسی بھی ذریعہ سے اس پر بھی آج صادق آتی ہے۔اللہ تعالیٰ کی ذات زندہ ہے وہ دیکھ رہی ہے کہ کیسی حرکتیں کر رہے ہیں۔‘‘ (اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خاکوں کی حقیقت صفحہ:17-18)

پیارے آقا کا محبت بھرا مکتوبِ گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وعلیٰ عبدہِ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو النّاصر

لندن

QND- 5360

11-1-11

مکرم افسر صاحب خدمت خلق جلسہ سالانہ قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جلسہ سالانہ قادیان 2010ء کے موقع پر شعبہ خدمت خلق کے زیر انتظام ہونے والے کاموں کی تمام رپورٹس مورخہ 21 تا 31 دسمبر 2010ء اور یکم جنوری 2011ء آپ کی طرف سے موصول ہوئیں۔ جزاکم اللہ

الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے جلسہ کے تمام مراحل نہایت احسن طریق پر اختتام پذیر فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جلسہ کے دوران ڈیوٹیاں دینے والے خدام وکارکنان کی خدمات کو قبول فرمائے، اُنہیں اپنی جناب سے اجر عظیم سے نوازے اور شاملین جلسہ کو اپنے فضلوں کا وارث بناتے ہوئے اس روحانی برکت سے فیض یاب ہونے کی توفیق بخشے اور انہیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دُعاؤں کا وارث بنائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے ساتھی کارکنان کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے بےلوث ہو کر سلسلہ کی خدمت کی توفیق عطا فرماتا رہے اور ہر آن آپ سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

اداریہ

رحمتِ اَتم

اللہ تعالیٰ کی رحمت اُس کی تمام صفات پر حاوی ہے اسی لئے اُس نے قرآن مجید میں اپنے متعلق فرمایا ہے کہ ”رَحمَتِی وَسِعَت کُلَّ شَیْءٍ“میری رحمت ہر ایک چیز پر حاوی ہے۔حضرت نبی اکرم خاتم الانبیاء سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی اس صفت کے مظہر اتم تھے۔آپ کی زندگی کا ایک ایک پل اور ایک ایک لمحہ ہمیں آپ کے فیضانِ رحمت سے معمور نظر آتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ خاتمیت اسی بات کا تقاضا کرتی ہے اوراس لئے تمام انبیاء میں سے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی رحمتِ اتم کا خطاب دیا جاسکتا ہے۔آپکی لازوال رحمت سے تمام مخلوقات بلکہ حیوانات و جمادات نے بھی فائدہ اُٹھایا ہے اور آپ کی رحمت کا فیضان تا قیامت جاری رہنے والا ہے۔

لیکن افسوس اور صد افسوس کا مقام یہ ہے کہ اس رحمتِ اتم کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کرنے والے لوگ اِس کے رحمت کے سمندروں سے لوگوں کو متعارف کرانے کی بجائے نفرتوں اور رنجشوں کا بازار گرم کررہے ہیں اور مخالفین اسلام ان کے اِس طرزِ عمل کو اسلام کا جزو لازم قرار دیکر اس دین رحمت اور رسولِ رحمت پر طرح طرح کے الزامات لگا رہے ہیں۔اوراس طرح سے اس دین رحمت اور رسول رحمت کے عکس کو غیر مسلم معاشرہ میں خراب کیا جارہا ہے۔

وہ رسول رحمت جس نے اپنی ساری زندگی کسی بھی استہزاء کرنے والے کو اُف تک نہ کیا جس کا استہزاء کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ”انّا کفینٰك المُستھزِئین“ کہ ہم تیرا استہزاء کرنے والوں کے لئے کافی ہیں۔اس رسولِ رحمت کے نمونے سے کوسوں دور اوراس کی محبت کا مزعوم دم بھرنے والے توہین رسالت کے قوانین اور قتل مرتد کا جھوٹا پروپگنڈا کرتے ہیں اوراس پر طرفہ یہ کہ ارتداد اور توہین بھی اپنے مزعوم طریق سے لوگوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

اس قابل افسوس حالت کو دیکھ کر اُس رحمتِ اتم کی روح کس قدر ان محبت کے دعوے داروں سے ناراض ہوگی۔رحمتِ عالم کی روح ان کو مخاطب کرکے کہہ رہی ہوگی ارے میری محبت کا دم بھرنے والو تم نے دیکھا نہیں کہ نماز کے دوران میری کمر پر اونٹ کی اوجھڑی رکھنے والے کے ساتھ میں نے کیا سلوک کیا؟ تم کو معلوم نہیں کہ میرے سر پر راکھ ڈالنے والی عورت کے ساتھ میں کس طرح پیش آیا۔کیا تم نہیں جانتے کہ میرے کھانے میں زہر ملانے والی عورت کو میں نے کیا نمونہ دکھایا؟ کیا تم واقف نہیں کہ میرے اوپر تلوار سونت کر دھمکی دینے والے کے ساتھ میرا کیا معاملہ رہا؟ اور پھر کیا تمہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ میرا مقدس خون بہانے والی طائف کی بستی کو دو پہاڑوں میں پیس کر تباہ کرنے کی بات کہنے والے فرشتے کو میں نے کیا جواب دیا تھا؟

اس رحمتِ اتم کی پوری زندگی میں ایک بھی تو ایسا واقعہ ہمیں نظر نہیں آتا جس سے یہ پتہ لگے کہ آپ کی توہین کرنے والے کو آپؐ نے خود کیفرِ کردار تک پہنچایا ہو ہاں یہ حتمی اور یقینی بات ہے کہ اس رسولِ رحمت کی توہین کرنے والا ہرگز اس کے انجام سے محفوظ نہیں رہ سکتا لیکن اس استہزاء کے بدلے میں اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے یہ نہ ہی اللہ نے بندوں کے ہاتھ میں دیا ہے اور نہ ہی رسولِ رحمت کے اُسوہ نے اس کی اجازت دی ہے اس کے لئے جو قانون اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ:-”انّا کفینک المستھزئین“(الحجر:96) یقیناً ہم استہزاء کرنے والوں کے مقابل پر تجھے بہت کافی ہیں۔

پس ہمارا اس رسولِ رحمت کی طرف منسوب ہونے اور محبت کا دم بھرنے کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس رحمتِ اتم کے فیضانِ رحمت سے نوع انسان کو متعارف کرائیں اور اس رسولِ رحمت کی اُمّتِ رحمت کی صورت میں اپنے آپ کو پیش کریں اوراسی فرض کو ہمیں اپنی زندگیوں کا مطمحِ نظر بنانا ہے۔(عطاء المجیب لون)

نظم

انڈونیشیا کے شہر جکارتہ سے تقریباً سات گھنٹے کی ڈرائیو پر واقع ایک گاؤں چک یوسِک میں 6رفروری 2011ء بروز اتوار، صبح 10 بجے، احمدیوں کے ایک گھر پر حملہ کر کے تین احمدیوں کو شہید کر دیا گیا۔ اس ظلم و بربریت کی ویڈیو دیکھ کر دل غم سے بھر گیا اور ایک نظم لکھی گئی، جو درج ذیل ہے:-

چِک یوسِک میں ظلم و بربریت

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ خاک وخوں میں لت پت، بے کس و بے خانماں لاشے
بدن جن کے برہنہ ہیں، شکستہ ہاتھ پاؤں ہیں
جنہیں کچھ وحشیوں نے، ہر طرف سے گھیر رکھا ہے
اور ان پر لاٹھیاں برسا رہے ہیں پوری قوت سے
ہر اک لاٹھی پہ مردہ جسم ہلکا سا لرزتا ہے
تو اس سفاک مجمعے میں خوشی کا شور اُٹھتا ہے
اور ایک وحشی جو تازہ دم ہے لاشوں پر جھپٹتا ہے

ہزاروں میل ہم سے دور کا یہ ایک منظر ہے
مگر عرشی ہر لاٹھی ہمارے دل پہ پڑتی ہے
ہر اِک پتھر ہمارے سر کو چکنا چور کرتا ہے
ہم ان زخمی، مسخ چہروں کے برسوں سے شناسا ہیں
ہمارے ہی یہ بھائی ہیں، ہمارے ہی یہ بیٹے ہیں
یہ رنگ ونسل میں ہم سے جُدا ہیں پر ہمارے ہیں
ہمارا ہی یہ حصہ ہیں ہمیں جاں سے بھی پیارے ہیں
یہی تو احمدیت کے فلک کے چاند تارے ہیں

چلو آؤ انہیں ہم اپنی آہوں کی سلامی دیں
انہیں اپنے اُبلتے آنسوؤں کا غسل ہم دے دیں
دعاؤں کے کفن میں سرتاپا ان کو لپیٹیں ہم
انہیں تاریخ کے آباد قبرستان میں رکھ دیں

(ارشاد عرشی ملک اسلام آباد پاکستان)

®
BRB
OFFSET PRINTERS
AND
PUBLISHERS
BRB CENTRE, THAVAKKARA, KUNNUR - 17
Ph. : 2761010, 2761020

Laiq Ahmad Farooqi (Prop.)
FAROOQI ARTS
Cell : 9829405048
9814631206
O) 0141-4014043
R) 0141-2305668

Lucky Enterprises
We Deals In : *Sticker Roll *Grinding Wheel *Belt, felt *Gun *China Books *Abrasive Stone *U. V. Glue *Cerium Oxide *Colours *Glass Cutter *All Glass Tools & Various Allied *Crystal Acid *Chemicals & Acids.
597, Jailal Munshi Ka Rasta,
Chandpole Bazar, Jaipur-1,
E-mail : lucky08_dec@yahoo.com

’’اسلامی جہاد کی حقیقت‘‘

تقریر جلسہ سالانہ قادیان منعقدہ 26، 27، 28 دسمبر 2009ء

(از ظہیر احمد خادم ناظر دعوت الی اللہ قادیان)

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا (المائدہ : ۳۳)

ترجمہ: جس نے بھی کسی ایسے نفس کو قتل کیا جس نے کسی دوسرے کی جان نہ لی ہو یا زمین میں فساد نہ پھیلایا ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
فرما چکا ہے سید کونین مصطفیٰ
عیسیٰ مسیح کر دے گا جنگوں کا التواء
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اُٹھائے گا

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ:26)

قابل احترام صدر مجلس و معزز سامعین!

جیسا کہ آپ سماعت فرما چکے ہیں کہ خاکسار کی تقریر کا عنوان ہے ’’اسلامی جہاد کی حقیقت‘‘ جہاد کا نام سن کر فی زمانہ لوگ چونک پڑتے ہیں اور اپنے جان و مال اور اسباب کی فکر میں لگ جاتے ہیں حالانکہ یہ تصویر کا صرف ایک رُخ ہے جو محض اسلام کو بدنام کرنے کے لئے بعض نام نہاد مسلمان کہلانے والا مُلّا پیش کر رہا اور مغربی میڈیا اسے مزید مصالحہ لگا کر پیش کر رہا ہے۔ چنانچہ اس بناء پر جہاد یا جہادی کے لفظ سے موجودہ زمانہ میں قتل وغارت، فتنہ فساد، تشدّد و جبر کا ایک تصور ذہن میں آتا ہے۔ جبکہ یہ حقیقی جہاد نہیں ہے۔ اسلامی جہاد سے اس کا دُور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ اور جو شخص اس قسم کے جہاد کو اپنے ذہنوں میں پالے ہوئے ہے وہ سخت غلطی خوردہ ہے۔

سامعین کرام! اسلام صلح و آشتی کا مذہب ہے۔ قرآن مجید نے مذہب کی بنیاد دلیل اور برہان پر رکھی ہے۔ اور کسی قسم کے جبر و اکراہ کو روا نہیں رکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (بقرہ: 257)

کہ دین میں اللہ نے ہدایت اور کفر کو ظاہر کر دیا ہے جو چاہے اللہ پر ایمان لائے اور اس کڑے کو مضبوتی سے پکڑ لے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے مکی دَور میں ہر قسم کی قربانی دی۔ دشمنوں کے تشدّد کو برداشت کیا ساری جائیدادیں اور اموال چھوڑ کر ترک وطن کرتے ہوئے ہجرت اختیار کی۔ اسی طرح آپ نے اپنے ماننے والوں کو تعلیم دی کہ صلح و امن کے ساتھ اسلام کے پیغام کو دوسروں تک پہنچائیں۔ جنگ وجدال اور زور زبردستی کی راہ کو اختیار نہ کریں۔ چنانچہ جماعت احمدیہ اپنے پیارے آقا کے اس اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہے مگر اس صلح اور امن کے اصولوں کو اپنانے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت یعنی جماعت احمدیہ پر ’’ترک جہاد‘‘ اور تنسیخ جہاد کا فتویٰ صادر کیا گیا ہے۔

سامعین کرام! ہمارے نزدیک بھی جہاد کے بغیر ایمان کبھی کامل نہیں ہوسکتا۔ جہاد کی تعلیم مومن کی زندگی کے ہر لمحہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اور تمام

ضعف جو مسلمانوں کو پہنچا وہ جہاد میں سستی کرنے کا نتیجہ تھا پس جماعت احمدیہ جہاد کی ہرگز منکر نہیں، جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تنسیخ جہاد کا اعلان کیا۔ جہاد اسلام کا ایک جز ہے جو کسی صورت میں ترک نہیں کیا جاسکتا مگر اس کے باوجود یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے جہاد کا مفہوم قطعاً غلط سمجھ رکھا ہے جسے صحیح اسلامی جہاد نہیں کہا جاسکتا۔

مسلمان اسلام کے نام پر خوں ریزیاں، فساد اور غارت گری اور خود کش حملے کا نام جہاد رکھتے ہیں وہ حرص، طمع، نفسانیت اور ذاتی فوائد کی خاطر دشمنان اسلام کو قتل کرنے کا نام جہاد رکھتے ہیں۔ اور افسوس تو یہ ہے کہ وہ اس جہاد کو بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ بعض مسلمان یہ خیال بھی رکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے انحطاط کے دور میں 'امام مہدی' تشریف لائیں گے تو بھی شمشیر برہنہ لئے ہوئے ہونگے اور جملہ اہل مذاہب کو مسلمان بنائیں گے جو انکار کردے گا اس کا سر قلم کردینگے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس باطل عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

ایسا گماں کہ مہدی خونی بھی آئے گا
اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائے گا
اے غافلو یہ باتیں سراسر دروغ ہیں
باطل ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں

کون دیانت دار اور حقیقی مسلمان ہوگا جو اس قسم کے جہاد کو قابل نفرت اور لائق مذمت نہ قرار دے۔ یقیناً ہر سچا مسلمان اس قسم کے جہاد کو اسلام کے منافی اور اس کی توہین خیال کرے گا۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں اور بہت سے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں وہاں یہ عظیم الشان خدمت بھی آپ نے کی ہے کہ جہاد کا صحیح مفہوم لوگوں کو ذہن نشین کرایا اور جہاد کی حقیقت لوگوں پر واضح کردی۔

آپ نے دنیا کے سامنے قرآن مجید کی صداقت کو از سرِ نو پیش کیا اور بتایا کہ جہاد صرف کفار سے لڑائی کرنے کو نہیں کہا جاتا بلکہ کسی کام میں اپنی انتہائی قوت خرچ کرنے اور پھر اس کی تکمیل کے لئے پوری پوری کوشش کرنے کو بھی جہاد کہا جاتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں :

'' جاننا چاہئے کہ جہاد کا لفظ جُہد کے لفظ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں کوشش کرنا اور پھر مجاز کے طور پر دینی لڑائیوں کے لئے بولا گیا۔''
(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد)

عربی لغت کی مشہور کتاب حضور کے ان معنوں کی تائید کرتی ہے۔ چنانچہ تاج العروس جو مشہور عربی لغت کی کتاب ہے میں لکھا ہے :

'' جہاد جُہد سے مشتق ہے اور جہاد کے معنی ہیں مشقت برداشت کرنا اور جہاد کے معنی ہیں کسی کام کے کرنے میں پوری طرح کوشش کرنا اور کسی قسم کی کوتاہی نہ کرنا۔'' (تاج العروس)

اسی طرح مشہور عالم دین امت کے بزرگ علامہ قسطلانی اپنی کتاب ارشاد الباری فی شرح البخاری میں لکھتے ہیں :

'' جہاد جہد سے مشتق ہے اس کے معنی محنت و مزدوری کے ہیں یا جُہد سے مشتق ہے جس کے معنی زور اور طاقت کے ہیں ہاں اصطلاحی معنی جنگ کے ہیں۔'' (لسان العرب جلد 4 صفحہ 107)

کتب لغت کے مطالعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کے لفظی اور لغوی معنی لڑائی کرنا نہیں بلکہ حتی المقدور کوشش کرنا، مشقت کرنا، زور لگانا، غور و خوض کرنا، جوش نفسانی کے خلاف جنگ کرنا، اور ہمت سے کام میں مصروف ہونا وغیرہ جہاد کے معنی ہیں۔ جہاد کے اس وسیع مفہوم کو محض جہاد بالسیف تک محدود کردینا ایک ظلم عظیم اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر بیجا تہمت لگانے کے مترادف ہے۔

سامعین کرام! قرآن کریم ہمارے لئے کامل کتاب اور ابدی شریعت ہے اور کوئی مسلمان چاہے وہ کتنا بڑا عالم، ملّا یا مولوی یا مفتی ہو فرمان خداوندی کے سامنے اس کے حکم اور فتووں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ آیئے قرآن مجید سے جہاد کی حقیقت جاننے کی کوشش کریں اور پھر غور کریں کہ جس شخص پر قرآن مجید نازل ہوا ہے یعنی سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے جہاد کی آیات سے کیا مراد لیا ہے آج کل کے ملاّ مولوی یا مغربی میڈیا جس قتل وغارت کو اسلامی جہاد کی شکل میں پیش کر رہا ہے وہ نظریہ درست ہے یا قرآن مجید کے پیش کردہ حقائق جہاد کے تعلق سے کچھ اور ہیں؟

سامعین کرام قرآن مجید اور احادیث کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاد کی چار بڑی قسمیں ہیں :

(۱) نفس کی اصلاح کے لئے شیطان کے خلاف جہاد

(۲) جہاد بالقرآن یعنی دعوت وتبلیغ

(۳) جہاد بالمال

(۴) جہاد بالسیف یعنی دفاعی جنگ

چنانچہ پہلی قسم کا جہاد جو نفس کی اصلاح کے لئے شیطان کے خلاف جہاد ہے اس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (عنکبوت:70)

ترجمہ : وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں ہم اُن کو ضرور اپنے راستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشتے ہیں۔

اس جگہ شیطان کے مقابلہ میں حق کی اشاعت اور خدا تعالیٰ کے احکام پر مستعدی سے سرگرم عمل رہنے کو جہاد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس جلسہ سالانہ پر موجود تمام احمدی اور دیگر تمام دنیا میں بسنے والے احمدی اس جہاد میں بھرپور حصہ لیتے ہیں۔ اور دیگر مسلمانوں سے اللہ کے فضل سے آگے ہیں جس کا اعتراف غیر بھی کرتے ہیں جیسا کہ مفتی مقبول الرحیم صاحب روزنامہ مشرق 24 فروری 1994ء میں لکھتے ہیں:-

''جماعت احمدیہ کے اندر اہل، باصلاحیت اور محنت کش افراد ہونے کا ایک سبب بلکہ اہم ترین سبب یہ ہے کہ اُنہوں نے پچھلی ایک صدی کے دَوران ہر سطح پر ہر قسم کے جھگڑوں اور اختلافات سے کنارہ کشی کا راستہ اختیار کر کے اپنی جماعت اور جماعت کے افراد کی اصلاح وفلاح کے لئے منصوبہ بندی کے ساتھ کوشش ومحنت کی ہے۔''

احباب کرام! جہاد کی دوسری قسم جہاد بالقرآن ہے اس جہاد سے مراد یہ ہے کہ اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ دوسروں کے اصلاح کی بھی فکر کی جائے اور توحید کے قیام اور قرآنی تعلیمات کی اشاعت کی بھرپور کوشش کی جائے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ۔ (فرقان:53)

ترجمہ: پس تو کافروں کی بات نہ مان اور اس (یعنی قرآن کریم) کے ذریعہ سے اُن سے جہاد کر۔

حضرات یہ آیت سورۃ الفرقان کی ہے اور سورۃ الفرقان مکہ میں نازل ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واضح اور صریح حکم کے باوجود مکی زندگی کے دَوران کبھی تلوار کو بے نیام نہیں کیا اور نہ کبھی کسی کو اس کی اجازت دی۔ پس وہ مولوی اور مُلاّ یا کٹر پنتھی جو اسلامی جہاد سے مُراد صرف تلوار کا جہاد قرار دیتے ہیں اُن کے لئے یہ آیت کریمہ ایک تبرکا کام کرتی ہے۔ کیا ان حقائق کا اُن کے پاس کوئی جواب ہے؟ چاہئے تو یہ تھا کہ بقول اُن لوگوں کہ جہاد کا نام سُنتے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش مکہ پر ٹوٹ پڑتے اور جنگ شروع کر دیتے مگر ہمیں اُسوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے برعکس نظر آتا ہے۔ آپؐ تلوار چلانے کی بجائے صبر، دعا، بخشش، احسان اور ظلم کے مقابلہ پر عفو کی تلقین فرماتے ہیں۔ اور آپ نے اپنے حسن اخلاق سے بالآخر مخالف کے دلوں کی سرزمین کو فتح کیا۔

سامعین کرام! رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاد تو آپ کی زندگی کی ابتداء سے لیکر اختتام تک جاری رہا اور غارِ حراء کی عبادت سے پروان چڑھا جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقام نبوت اور پھر مقام خاتم النبیین سے سرفراز فرمایا۔ پس جماعت احمدیہ بھی اپنے پیارے آقا سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر چلتے ہوئے دیگر مسلمانوں سے بہت بڑھ کر صبر، دعا اور استقامت کے ساتھ جہاد بالقرآن پر عمل پیرا ہے۔ اور اس جہاد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔

چنانچہ قاضی محمد اسلم صاحب سیف فیروز پوری لکھتے ہیں:-

''قادیانیوں کا بجٹ کروڑوں روپیوں پر مشتمل ہوتا ہے تبلیغ کے نام پر دنیا بھر میں وہ اپنے جال پھیلا چکے ہیں اُن کے مبلغین دُور دراز ملکوں کی خاک چھان رہے ہیں بیوی، بچوں اور گھر بار سے دُور قوت لایموت پر قانع ہوکر افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں، یورپ کے ٹھنڈے سبزہ زاروں میں آسٹریلیا، کینیڈا اور امریکہ میں قادیانیت کی تبلیغ کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں۔'' (بحوالہ ہفت روزہ اہل حدیث لاہور 11 ستمبر 1992)

ناظرین کرام جہاد کی تیسری قسم جہاد بالمال ہے جس کے معنی ہیں اللہ کی راہ میں دین کی اشاعت کے لئے اپنے مال کو خرچ کرنا۔ قرآن مجید میں اس جہاد کا حکم اس طرح آتا ہے :

وَجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ (توبہ:41)

اور اپنے مالوں اور جانوں کے ذریعہ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اس جہاد میں بھی ایک بے مثال مقام رکھتی ہے۔ مذاہب عالم کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جماعت احمدیہ نے مالی قربانی کے میدان میں سال بہ سال ہمیشہ ترقی کی ہے۔ جماعت کا بجٹ اس بات پر گواہ ہے کہ ہر سال احمدیوں نے خدا کی راہ میں پہلے سے بڑھ چڑھ کر مال خرچ کیا ہے۔ 2009ء جو دُنیا میں مالی بحران کے لئے مشہور ہے اس سال بھی اللہ کے فضل سے احمدیوں نے جہاد بالمال کی اعلیٰ مثال قائم کی ہے۔ چنانچہ احمدیت کے مخالفین اس بات کو کہنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ :

''ایک تجزیہ کے مطابق دُنیا میں موجود ہر قادیانی اپنی ماہوار آمدنی کا دس فی صد رضا کارانہ طور پر اپنے مذہب کی تبلیغ پر صرف کرتا ہے۔ کسی ہنگامی ضرورت پر خرچ کرنا اس کے علاوہ ہے۔''

(اداریہ حافظ عبدالوحید الاعتصام 11 فروری 2000ء جلد 52 صفحہ 4)

جہاد کی چوتھی قسم جہاد بالسیف یا دفاعی جنگ ہے یعنی جب دشمن دینی اقتدار کو ختم کرنے اور دین کو برباد کرنے کے لئے دین پر حملہ آور ہو تو اس وقت دفاعی جنگ کو جہاد بالسیف کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُنِo الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ۔ (حج:41-40)

ترجمہ: وہ لوگ جن سے بلا وجہ جنگ کی جا رہی ہو اُن کو بھی (جنگ کرنے کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور اللہ ان کی مدد پر قادر ہے (یہ وہ لوگ ہیں) جن کو ان کے گھروں سے صرف ان کے اتنا کہنے پر کہ اللہ ہمارا رب ہے بغیر کسی جائز وجہ کے نکالا گیا ہے۔

حضرات یہ ہیں جہاد کی وہ چار قسمیں جو قرآن مجید نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کی ہیں مگر تنگ نظر مولوی صرف جہاد کی آخری قسم کو ہی حقیقی جہاد کہنے پر تلا ہوا ہے۔ حالانکہ سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ کے موقع پر جہاد بالسیف کے متعلق فرمایا کہ :

رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ

(کنزل العمال کتاب الجہاد فی الجہاد الاکبر من العمال جلد 4 حدیث نمبر 11260)

یعنی ہم جہاد اصغر یعنی جنگ کے چھوٹے جہاد سے لوٹ کر جہاد اکبر یعنی اصلاح نفس کے بڑے جہاد کی طرف رواں دواں ہیں۔

ذرا غور فرمائیں کہ ایسی جنگ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس شریک ہوں ایک ایسی جنگ جس میں صحابہ کرام جام شہادت پینے کو بے تاب ہوں اُس جنگ کے بارے میں حکمت و دانائی کے شہنشاہ کا یہ فرمانا کہ چھوٹا جہاد ہے اس جنگ کے مقابلہ پر جو انسان کو اپنے نفس کی اصلاح اور تربیت کے لئے ہر لحظہ کرنا پڑتی ہے۔ اور حقیقتاً وہی جہاد اکبر ہے جہاد کی سب سے کم ترین شکل کے واجب ہونے کے لئے بھی بزرگ علمائے کرام نے شرائط پیش کی ہیں۔ اہل حدیث فرقہ کے مشہور عالم دین اور راہنما سید نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں :

''جبکہ شرط جہاد کی اس دیار میں معدوم ہے تو جہاد کرنا سبب ہلاکت و

معصیت ہوگا۔'' (فتاویٰ نذیریہ جلد3 صفحہ 385)

مولوی ظفر علی خان ایڈیٹر اخبار زمیندار مندرجہ ذیل شرائط بیان کرتے ہیں :-

(۱) امارت

(۲) اسلامی نظام حکومت

(۳) دشمنوں کی پیش قدمی وابتداء

(بحوالہ اخبار زمیندار 14 جون 1934)

سامعین کرام ! موجودہ زمانہ میں جہاد بالسیف کے واجب ہونے کی شرائط میں سے کوئی بھی شرط نہیں پائی جاتی۔ موجودہ زمانہ میں کوئی قوم مسلمانوں سے مذہبی بناء پر جنگ نہیں کررہی۔ ہر طرف آزادی ضمیر وحریت عمل کا دَور دَورہ ہے۔ مسلمان ساری دنیا میں بڑی آزادی کے ساتھ اپنے دینی فرائض ادا کر رہا ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود اگر جہاد بالسیف جہاد بالسیف کی رٹ لگانے والے علماء جہاد کرتے ہیں تو وہ اسلام کی ہتک کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

'' آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اُٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اُس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو سال پہلے فرمادیا کہ مسیح موعود کے آنے پر تلوار کے جہاد ختم ہوجائیں گے۔ اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امن وصلح کاری کا جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔'' (اشتہار چندہ منارۃ المسیح۔ صفحہ ۵)

حضرات آج مذہبی آزادی کے زمانہ میں بھی جہاد بالسیف کا نعرہ لگانے والوں کے لئے ضرورت تھی کہ خدا تعالیٰ کے مامور نے جس طرح دیگر غلطیوں کی اصلاح فرمائی تھی اس غلط عقیدے کی بھی اصلاح فرماتا۔ مگر ہائے افسوس امت مسلمہ پر کہ اس نے جہاد کے مسئلہ میں مامور زمانہ، حکم وعدل اور امام وقت کی آواز پر کان نہ دھرے اور مامور زمانہ پر تنسیخ جہاد کا الزام عائد کردیا اور امام وقت پر اور ان پر ایمان لانے والوں پر اپنے مزعومہ جہاد کی روشنی میں قتل وغارت گری شروع کردی۔ چنانچہ حضور کے صحابی خاص حضرت شہزادہ عبداللطیف صاحب رضی اللہ عنہ کو پتھر مار مار کر شہید کردیا گیا۔ ان کا جرم صرف اتنا تھا کہ انہوں نے امام الزمان کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے جہاد بالسیف کی شرائط منفقود ہونے کی صورت میں جہاد بالسیف کا انکار کیا تھا۔ نادان مولوی خوش تھا اور دف بجا رہا تھا کہ اس کا نظریہ جہاد درست ہے مگر عرش کا خدا دیکھ رہا تھا کہ جس نظریہ کو مامور زمانہ نے بیان کیا تھا وہی درست ہے۔ چنانچہ ایک صدی کا عرصہ نہ گزرا تھا کہ وہی علماء جو جہاد بالسیف، جہاد بالسیف کا نعرہ لگاتے نہ تھکتے تھے وہ 11 ستمبر 2001 کو امریکہ میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر خودکش حملہ ہونے کے بعد اپنے نظریہ جہاد سے منکر ہونے لگے اور مسلمانوں کے علماء اور لیڈر کہنے لگے کہ ہم اس دہشت گردی اور جہاد کی مذمت کرتے ہیں اسلام اس کی بالکل اجازت نہیں دیتا۔ یہ نام نہاد علماء سادہ لوح مسلمانوں کو جنت کی لالچ دیکر بے وقوف بناتے ہیں۔ خود جنت حاصل کرنے کے لئے تیار نہیں۔ گزشتہ عرصہ میں اس وقت کے جرنیل پرویز مشرف نے جب لال مسجد جو کہ جہادیوں کا گڑھ بنی ہوئی تھی پر حملہ کردیا تو ملا غازی جو جہادیوں کا سربراہ تھا خود جنت میں نہ جاکر بیمار آنٹی بن کر بھاگ رہا تھا۔ یہ ہے ان ملّاؤں کا دین وایمان۔ اَللّٰھُمَّ اَصۡلِحۡ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم۔

سامعین کرام ! جیسا کہ میں ذکر کر چکا ہوں کہ اسلام صلح اور آشتی کا مذہب ہے اسلام میں موجودہ زمانہ میں جہاد بالسیف کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس وقت جہاد بالسیف کی شرائط مفقود ہیں۔ یہ وہ تعریف تھی جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے ایک صدی قبل کی تھی اور جہاد کی اس تعریف پر اس وقت کے علماء جماعت احمدیہ کو کافر قرار دیتے تھے مگر اب یہی علماء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظریہ جہاد کی تائید کررہے ہیں چنانچہ جماعت کے ایک کٹر مخالف ڈاکٹر طاہر القادری کا حالیہ فتویٰ اس بات کی

شہادت ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری پاکستان عوامی تحریک اور منہاج القرآن کے سربراہ ہیں وہ اپنے فتویٰ میں جو 150 صفحات پر مشتمل ہے، میں لکھتے ہیں:-

''خودکش حملے اسلام میں جائز نہیں بلکہ یہ کفر ہے۔ بے گناہ شہریوں کا قتل اور دہشت گردی اسلام کے اصولوں سے انحراف ہے جبکہ اسلامی ریاست کے خلاف مسلح جدجہد بغاوت کے زمرے میں آتی ہے۔''

(اخبار ہندسماچار، جالندھر 8 دسمبر 2009)

حضرات! کیا طاہر القادری کا یہ فتویٰ اس بات کی گواہی نہیں دیتا ہے کہ اس کے آباء واجداد علماء کرام جو جہاد بالسیف جہاد بالسیف کے فتوے دیتے تھے وہ درست نہیں تھے اور سچی بات وہی تھی جو مامور زمانہ نے بیان کی تھی کہ :

''اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس زمانہ میں اور اس ملک میں جہاد کی شرائط مفقود ہیں......امن اور عافیت کے دور میں جہاد نہیں ہوسکتا۔''

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 82)

میں تو آیا اس جہاں میں ابن مریم کی طرح
میں نہیں مامور از بہرِ جہاد کارزار

سامعین کرام! آج جس دَور سے ہم گزر رہے ہیں وہ تلوار کے جہاد کا دَور نہیں بلکہ اشاعت واقامت دین کے جہاد کا دَور ہے اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا :

یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اُٹھائے گا
تم میں سے جس کو دین و دیانت سے ہے پیار
اب فرض اس کا ہے وہ دل کر کے استوار
لوگوں کو یہ بتائے کہ وقتِ مسیح ہے
اب جنگ اور جہاد حرام و قبیح ہے
ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا

لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اب جماعت احمدیہ جہاد بالسیف کی قائل نہیں ہے اور یہ حکم بالکل ہی منسوخ ہوگیا ہے بلکہ جب بھی مخالفین، اسلام کو مٹانے کے لئے طاقت استعمال کریں گے اور ہتھیار اُٹھائیں گے تو جماعت احمدیہ اس وقت ان کے دفاع میں ظاہری تلوار کے جہاد میں بھی حصہ لے گی۔ انشاءاللہ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

''اس زمانہ میں جہاد روحانی رنگ پکڑ گیا ہے اور اس زمانہ کا جہاد یہی ہے کہ اعلائے کلمہ اسلام کی کوشش کریں مخالفوں کے اعتراضات کا جواب دیں، دینِ متین اسلام کی خوبیاں دنیا میں پھیلا دیں، یہی جہاد ہے جب تک خداتعالیٰ کوئی دوسری صورت دنیا میں ظاہر کر دے۔''

(اخبار البدر 14 راگست 1902)

پس اسلامی جہاد کی یہی حقیقت ہے کہ جہاد اکبر تبلیغ واقامت دین ہے اور جہاد اصغر تلوار کی لڑائی ہے۔ جماعت احمدیہ کے دَور اوّل یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی مندرجہ بخاری شریف یَـضَـعُ الْحَرْبَ کے مطابق جماعت احمدیہ کے لئے جہاد کبیر یعنی اقامت واشاعت اسلام واصلاح نفس وعمل مقدر ہے۔ سو جماعت احمدیہ نے یہ جہاد اس شان سے کیا ہے کہ اس وقت رُوئے زمین پر اس کی مثال نہیں مل سکتی۔

جماعت احمدیہ خلافت احمدیہ کی قیادت میں آج دنیا کے 194 ممالک میں کروڑوں کی تعداد میں نہ صرف مضبوط طور پر قائم ہے بلکہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

سامعین کرام! جماعت احمدیہ مسلمہ جو جہاد کر رہی ہے اس کا اب تک کا مختصر خاکہ اس طرح ہے۔

قرآن کریم کے تراجم 68 زبانوں میں ہو چکے ہیں۔

مساجد 1490 تعمیر ہوئی ہیں۔

مشن ہاؤسز 2011 تعمیر ہوئے ہیں۔

لٹریچر برائے تبلیغ اسلام و احمدیت دنیا کی 31 زبانوں میں 2124368 کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے۔

سامعین کرام! جہاد کا میدان بہت وسیع ہے پس جہاد کرنا ہے تو جماعت احمدیہ کے ساتھ اسلامی تعلیم کے مطابق اس جہاد میں شامل ہو جاؤ۔

☆ جہاد کرو توحید خالص کے قیام کے لئے۔

☆ جہاد کرو سیدنا حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو دنیا میں ظاہر کرنے کے لئے۔

☆ جہاد کرو قوموں یا افراد کو مار کر نہیں بلکہ ان میں زندگی کی روح پھونک کر۔

☆ جہاد کرو دنیا میں انسانیت کے قیام اور پیار پیدا کرنے کے لئے۔

☆ جہاد کرو اپنے ملک وقوم کی حفاظت کے لئے۔

☆ جہاد کرو کرپشن اور بے راہ روی سے لوگوں کو آزاد کرانے کے لئے۔

☆ جہاد کرو ناخواندگی بے روزگاری اور نشوں کو ختم کرنے کے لئے۔

☆ جہاد کرو عورتوں اور معصوموں اور مظلوموں پر کئے جانے والے ظلموں سے ظالموں کے ہاتھوں کو روک کر اور ان کے لئے دعائیں کر کے۔

سامعین کرام! ہم ڈنکے کی چوٹ پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کسی بھی جہاد کے میدان میں پیچھے نہیں بلکہ اتنی آگے ہے کہ کوئی دوسرا اس کی دھول کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ خواہ وہ اصلاح نفس کا جہاد ہو یا دعوت قرآن کا، وہ مالی جہاد ہو یا جہاد بالسیف۔ ہر میدان میں اس جماعت نے کامیابیوں کے وہ جھنڈے نصب کئے ہیں کہ دشمن بھی اس کا معترف ہے اسی جہاد کا نتیجہ ہے کہ جماعت احمدیہ مسلمہ باوجود مخالفتوں کے روز افزوں ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

آخر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اقتباس کو پڑھ کر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں:

”دیکھو میں ایک حکم لیکر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔ اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ صحیح بخاری کی اس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یَضَعُ الْحَرْبَ یعنی مسیح جب آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔“

اس کے بعد حضور بڑے جلال کے ساتھ ایک شہنشاہ کی طرح اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”سو میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہو وہ اپنے خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں اور دردمندوں کے ہمدرد بنیں زمین پر صلح پھیلا دیں کہ اس سے ان کا دین پھیلے گا۔“ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، صفحہ 10-11)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم میں سے ہر شخص مرد مجاہد بنے اور حقیقی جہاد کی شمع بلند کرنے والا ہو اس کی زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ جہاد کی عملی تصویر ہو۔ آمین۔ واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

❀❀❀

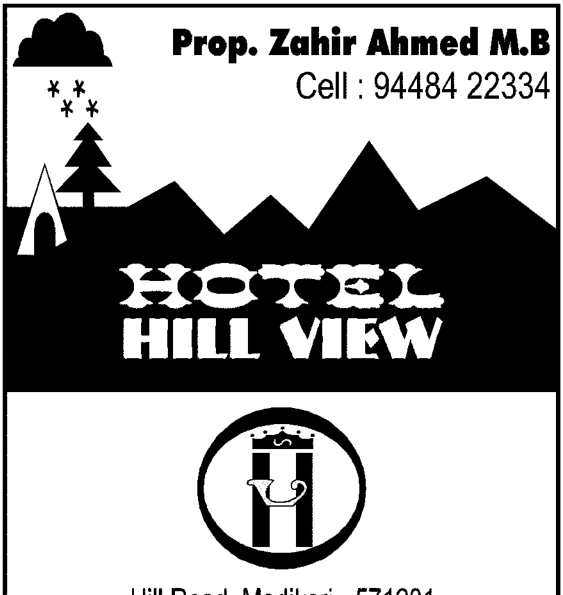

سب رسولوں سے افضل رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سیرتِ حضرت خاتم النبیینؐ کے دس امتیازات

ہمارے آقا سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح اپنی لائی ہوئی شریعت الٰہیہ اور تعلیماتِ دینیہ میں یگانہ و منفرد ہیں۔اسی طرح آپ کی سیرت،آپؐ کے عادات واعمال بھی بے نظیر اور بے مثال ہیں۔آپؐ نے انسانیت کو وہ کچھ دیا جو نہ پہلے کسی نے دیا تھا اور نہ آئیندہ کوی دے سکتا ہے۔بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اولین و آخرین سبھی آپؐ کے فیضان اور آپؐ کی برکات کے دریوزہ گر ہیں۔سب نے آستار محمدیؐ سے ہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو پایا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا اور آپ کی شان میں فرمایا اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کہ اخلاق و کردار کی وہ بلندی آپ کو حاصل ہے۔جس سے بالاتر متصور نہیں۔

اس سلسلہ میں ہم ذیل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس خصوصی امتیازات کا مختصر ذکر کرتے ہیں:-

پہلا امتیاز:- جملہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام میں آپ اس امر میں یکتا اور منفرد ہیں کہ آپ کی زندگی تاریخی زندگی ہے۔آپؐ کے حالات محفوظ ہیں دوستوں اور دشمنوں نے آپؐ کے واقعاتِ زندگی کو قلمبند کیا ہے۔ ہندو دھرم کے بانی رشیوں کے ناموں تک میں اختلاف ہے۔کوئی اگنی، وایو، آدت اور انگرا کو انسان رشی قرار دیتا ہے اور کوئی انہیں عناصرِ اربعہ ٹھہراتا ہے۔تفصیلی حالات کا تو سوال ہی کیا ہے۔حضرت مسیحؑ کے چند واقعات زندگی کے سوا باقی تمام امور نامعلوم قرار پا چکے ہیں اور مسیحیوں نے تینتیس سال کی عمر میں انہیں آسمان پر چڑھا دیا ہے ہمارے آقا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تریسٹھ سالہ زندگی تمام انسانوں کے لئے کھلی کتاب ہے۔پس زندگی کے محفوظ ہونے اور واقعات حیات کے تاریخی حیثیت حاصل کرنے کے لحاظ سے حضرت خاتم النبیین کا وجود باوجود نبیوں میں بے مثال ہے۔

دوسرا امتیاز:- معلوم زندگی ہونے کے علاوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی کی جامعیت کا امتیاز بھی حاصل ہے آپؐ نے انسانوں کی زندگی کے تمام ادوار میں نمونہ قائم فرمایا ہے یتیمی سے لے کر شہنشاہیت تک کے جملہ حالات آپ پر وارد ہوئے۔بچپن، جوانی اور بڑھاپا سب دور آپؐ پر آئے آپؐ نے شادیاں بھی کیں۔آپؐ کی لڑکیاں بھی تھیں اور لڑکے بھی تھے دوستوں اور دشمنوں سب سے آپؐ کو پالا پڑا۔امن کے زمانہ بھی آپؐ پر آیا اور خوفناک جنگوں کے مواقع بھی پیدا ہوئے آپؐ نے معاہدات بھی کئے۔صلح بھی کی۔آپؐ کو اپنے جانی دشمنوں پر غلبہ بھی حاصل ہوا غرض انسانی زندگی کے ہر دور میں سے آپ گزرے اور آپؐ نے سب انسانوں کے لئے رہتی دنیا تک بہترین اسوہ قائم فرمایا زندگی کی یہ جامعیت بھی حضرت خاتم النبیین کا امتیاز ہے۔

تیسرا امتیاز:- پہلے نبیؑ اپنی اپنی قوم کے لئے آئے تھے۔اُن کا زمانہ محدود ہوتا تھا۔بھارت ورش کے رشی صرف آریہ ورت کے لئے آئے تھے۔ حضرت موسیٰؑ اور دوسرے اسرائیلی انبیاءؑ بنی اسرائیل کے لئے آئے تھے۔ حضرت مسیحؑ نے صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ ”میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔“ (متی ۲۴/۱۵) لیکن حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سارے انسانوں، ساری قوموں اور سارے زمانوں کے لئے تھی۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا۔قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا.“ (اعراف: آیت

20) کہ اعلان کردو کہ اے تمام انسانو! مَیں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا پیغامبر ہوں۔تم سب کو مجھ پر ایمان لانا ضروری ہے۔پس یہ عالمگیر بعثت بھی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک امتیاز ہے۔

چوتھا امتیاز:- یوں تو ہر نبی روحانی طور پر زندہ ہے لیکن ہر زمانہ میں اپنی تاثیرات قدسیہ اور غیر فانی فیض رسانی کے لحاظ سے ایک نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور وہ ہمارے سیدومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔''**قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ**۔''(آل عمران رکوع:4) کہ اے رسول! تو کہہ دے کہ لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تم اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ گے۔

اپنے اپنے قومی دائرہ میں اپنے اپنے وقت میں تو ہر نبی اس مقام پر فائز تھا لیکن تمام اقوام کے لئے اور سارے زمانوں میں یہ مقام صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔جس کا ثبوت حسب منطوق آیت کریمہ **تُؤْتِیْ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا**۔''(ابراہیم رکوع:4) شجرہ طیبہ محمدیہؐ کے ہر زمانے کے تازہ پھلوں سے ملتا رہتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ محبوبانِ الٰہی کے جملہ درجات ومراتب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہر زمانہ میں حاصل ہوتے رہے ہیں۔اور آج بھی حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ کے وجود میں یہ تازہ برہان موجود ہے۔پس حضرت خاتم النبیینؐ اپنی ہمہ گیر فیض رسانی کے لحاظ سے زندہ نبی ہونے میں خصوصی امتیاز رکھتے ہیں۔

پانچواں امتیاز:- نبیوں کو اللہ تعالیٰ مبعوث کرتا ہے۔اس لئے اُن کے صفات ومراتب کو صحیح طور پر وہی جانتا ہے۔

''قدرِ زر زرگر بداند یا بداند جوہری''

ہمارے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ آپؐ کا ذکر ابتدائے آفرینش سے کتب سماویہ میں ہوتا آیا ہے اللہ تعالیٰ آپؐ کے بارے میں نبیوںؑ کو خبر دیتا رہا اور ہر نبیؑ اپنی اپنی امت کو اس موعود اعظم پر ایمان لانے کی تاکید کرتا رہا ہے۔ویدؔ ہو یا ژندوستاؔ،توراتؔ ہو یا زبورؔ وانجیلؔ سب آسمانی صحیفے اپنے اندر حضرت خاتم النبیینؐ کی تفصیلی خوشخبریاں آج تک محفوظ کئے ہوئے ہیں۔ان کتابوں میں آپؐ کے حلیہ کا ذکر بھی ہے اور آپؐ کے اخلاق اور آپؐ کی سیرت کا بیان بھی ہے یہ بڑا تفصیلی مضمون ہے۔ساری پیشگوئیوں کا ذکر ایک ضخیم کتاب کا مقتضی ہے۔ہم اس جگہ بائیبل کے آخری صحیفہ مکاشفۂ یوحنّا کی صرف ایک پیشگوئی کا بطور مثال اجمالاً ذکر کرتے ہیں۔ لکھا ہے:-

''ایک سفید گھوڑا ہے اور اس پر ایک سوار ہے جو سچا اور برحق ہے اور وہ راستی کے ساتھ انصاف اور لڑائی کرتا ہے اور اسکی آنکھیں آگ کے شعلے اور اُس کے سر پر بہت سے تاج ہیں....آسمان کی فوجیں سفید گھوڑوں پر سوار اور سفید اور صاف مہین کتانی کپڑے پہنے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے ہیں اور قوموں کے مارنے کے لئے اس کے منہ سے ایک تیز تلوار نکلتی ہے اور وہ لوہے کے عصا سے ان پر حکومت کرے گا۔اور قادرِ مطلق خدا کے سخت غضب کی مَے کے حوض میں انگور روندے گا۔اور اُس کی پوشاک اور ران پہ نام لکھا ہوا ہے بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند۔'' (مکاشفہ یوحنا ۱۱-۱۶/ ۱۹)۔قرآن مجید نے مختلف آیات میں رسولِ مقبول صلعم کے اس امتیاز کا ذکر فرمایا ہے۔

چھٹا امتیاز:- جس طرح رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مثال تزکیہ نفس کی قوت عطا ہوئی اسی طرح حضورؐ کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ آپؐ کو اس قوت قدسیہ سے متاثر ہونے والے بےنظیر صحابہؓ بھی ملے۔تاریخ گواہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں نے مشکل گھڑی میں ان کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں نے آزمائش کے وقت انہیں چھوڑ دیا مگر ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہؓ آخری کامیابی تک آپؐ کے ساتھ رہے۔ہر قربانی خندہ پیشانی سے پیش کی اور ہمیشہ آپؐ کے دائیں اور بائیں اپنی جانیں نچھاور کرتے رہے۔حتیٰ کہ دشمن بھی پکار اُٹھے کہ جیسے صحابہؓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے ہیں دنیا میں کسی اور نبیؑ کو نہیں ملے۔حضرت موسیٰؑ کی معرفت صحابہؓ کے بارے میں پہلے سے یوں خبر دی گئی تھی کہ:-

''دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اُس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت اُنکے لئے تھی۔ ہاں وہ اس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے اس کے سارے مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں کے نزدیک بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو مانیں گے۔'' (استثنا: ۲-۳/ ۳۳)

ساتواں امتیاز:- حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ذاتی کمالات کے لحاظ سے یہ امتیاز حاصل ہے کہ آپ جملہ نبیوںؑ کی خوبیوں کو بہترین رنگ میں اپنانے والے ہیں۔ ہر نبیؑ اپنے اپنے خاص کمال میں اپنے اپنے وقت میں منفرد تھا۔ حضرت خاتم النبیین جملہ نبیوںؑ کے جملہ کمالات میں سب زمانوں کے لئے منفرد اور یگانہ ہیں۔ حضرت نوحؑ کا خاص کمال تبلیغ ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کا خاص کمال اتمامِ حجت کا بہترین انداز ہے۔ حضرت موسیٰؑ کا خاص کمال مظلوموں کی مخلصی ہے حضرت یوسفؑ کا خاص کمال خطرناک تحریک کے باوجود عفت اختیار کرنا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کا خاص کمال صبر وحلم ہے۔ غرض ہر نبیؑ اپنے خاص کمال میں اپنے وقت میں یگانہ تھا لیکن محمدؐ (سب خوبیوں کا جامع اور ہمیشہ کے لئے قابلِ تعریف وجود) کا امتیاز یہ ہے کہ وہ سب نبیوںؑ کے جملہ کمالات کو انتہائی طور پر اپنا کر ہمیشہ کے لئے بے نظیر وبے مثال قرار پائے۔

حُسنِ یوسفؑ، دم عیسیٰؑ، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آٹھواں امتیاز:- رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی صفاتِ الٰہیہ کی کامل مظہر ہے۔ انسانیت کی کامل استعداد آپؐ کو عطا ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے ظرف کے مطابق کامل عشق کے رنگ میں اپنانے کا آپؐ کو موقعہ میسر آیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کی یاد اور اُن کا ذکر ہر گھڑی آپؐ کے دل میں اور آپؐ کی زبان پر رہتا تھا۔ اسی لئے قریش مکہ پکار اُٹھے تھے۔ ''عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّهُ'' کہ آپؐ خدا کے عشق میں مخمور رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی کامل مظہریت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ''ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى وَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى.'' (النجم رکوع:1) کہ آپؐ خدا کے انتہائی قرب کو پا کر اصلاحِ خلق کے لئے مامور ہوئے اور دو کمانوں کے اتصال کے مقام پر آ گئے۔ اسی کامل مظہریت کی بنیاء پر آپؐ کو مبارک نام محمدؐ عطا ہوا جو آسمانوں اور زمینوں میں آج اور ہمیشہ کے لئے قابلِ ستائش وجود ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

تاریخی واقعات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عالمِ تکوین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر معمولی مقام عطا فرمایا ہے بطور مثال جنگ بدر کا واقعہ ''وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى.'' (انفال رکوع:2) پیش کیا جا سکتا ہے۔ اسی کامل مظہریت کی نشان دہی کے لئے کتب سابقہ میں آپؐ کی آمد کو خداوند تعالیٰ کی آمد قرار دیا گیا تھا۔

نواں امتیاز:- اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی کامل شریعت عطا فرمائی جو آپؐ کا دائمی معجزہ ہے۔ قرآنِ مجید اخلاق وتمدن کی اعلیٰ ترین تعلیمات پر مشتمل ہے۔ ایک زندہ اور عالمگیر زبان میں نازل ہوا ہے۔ اسکی حفاظت کا ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ رہتی دنیا تک ساری نسلِ انسانی اسکی مثل لانے سے قاصر رہے گی۔ اس زندہ کتاب میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کو محفوظ کر دیا گیا۔ اور اعلان کیا گیا۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم رکوع:1) ان اخلاق کو سب لوگوں کے لئے اسوہ قرار دیا گیا۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. (احزاب رکوع:3) گویا آپؐ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ آپؐ کا اخلاقی نمونہ ہمیشہ کے لئے زندہ اور محفوظ ہے اور اس کی تبلیغ کے لئے آپؐ کو بہترین امت دی گئی۔ فرمایا: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ. (آلِ عمران رکوع:12) اے مسلمانو! تم بہترین امت ہو تمہیں تمام بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تم امر بالمعروف کرتے ہو اور لوگوں کو برائیوں سے روکتے ہو۔

دسواں امتیاز:- ہمارے سید ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بڑا امتیاز یہ حاصل ہے کہ آپؐ کے لاکھوں کروڑوں امتی ہر گھڑی زمین کے ہر حصہ میں آپؐ پر درود بھیج رہے ہیں۔ درود کیا ہے؟ وہ

محبت بھرے دلوں کی بارگاہ ربّ العزت میں عاجزانہ التجا ہے کہ اے اللہ تو ہمارے محبوب اور محسن آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات اور بلند فرما اور آپؐ کی قبولیت کو اور بڑھا۔ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں گزرا جس کی امت اس کے نام کی تقدیس کا اس طرح اعلان کرتی ہو جس طرح مسلمان اکنافِ عالم میں ہر مسجد میں اور ہر مقام پر اذانوں میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی ندا بلند کرتے ہیں اور نہایت محبت اور اخلاص کے ساتھ اپنی دعاؤں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات کی رفعت اور بلندی کے لئے التجا کرتے ہیں۔ آپؐ کی امت کا یہ تحفہ ہر گھڑی آپؐ کو پہنچ رہا ہے اور آپؐ کی شان ہر لحظہ بلند سے بلند تر ہو رہی ہے۔

اَللّٰھم صلّ وسلّم و بارک علٰی نبیّک وصفیّک وحبیبک دائماً ابداً۔ آمین۔ (ماخوذ از الفرقان ربوہ دسمبر 1974ء)

☆☆☆

☆

Love For All Hatred For None

Nasir Shah (Prop.)

Gangtok, Sikkim

Watch Sales & Service
All kind of Electronics
Export & Import Goods &
V.C.D. and C.D. Players
are available here

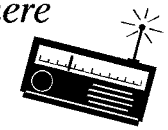

Near Ahmadiyya Muslim Mission
Gangtok, Sikkim
Ph.: 03592-226107, 281920

Love for All Hatred For None

H. Nayeema Waseem 09490016854
040-24440860

Beauty Collection

Imp, Cosmetics & Immitation
Jewellary Leather & Fancy Bags,
School Bags & Belts, Voilets E.T.C

Waseem Ahmed 09346430904
040-24150854

Masroor Hosiery Foot Wear

A Diesinger Fancy Footwear for
Ladies & Kids, Exclusive Hosiry.

K.P. Complex Under Ground Floor, Shop No. 1 & 1/A

Beside: Venkatada Theatre Lane.
Dilsukh Nagar, Hydrabad-60
A.P INDIA

Wholesale Dealer for: Melamine, Krockey, Ceramics.

حضرت مصلح موعودؓ کے شمائل و اخلاق اور نظام خلافت

ذاتی مشاہدات کی روشنی میں

مرحوم دوست محمد شاہد۔ مورّخ احمدیت کے قلم سے

سیدنا محمود المصلح الموعودؓ (1889ء-1965ء) دست قدرت کا عالمی شاہکار تھے، جن کی زندگی کے انوار و تجلّیات کا نقشہ مصور خدا نے آپ کی ولادت سے چار برس قبل الہامی الفاظ میں کھینچ دیا تھا۔ حضور نے 1936ء میں فرمایا :۔

''حضرت خلیفہ اوّلؓ کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعودؑ نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں گا۔ پس میں خلیفہ نہیں موعود خلیفہ ہوں۔ میں مامور نہیں مگر میری آواز خدا کی آواز ہے۔''

(رپورٹ مشاورت 1936ء صفحہ 17)

پھر دعویٰ مصلح موعودؓ کے معاً بعد اعلان کیا:۔

''وہ لوگ جن کا میرے ساتھ محبت اور اخلاص کا تعلق ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے مختلف خدمات میں میرا ہاتھ بٹانے کی توفیق عطا فرمائی ہے ان کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے جب مجھ کو پالیا تو وہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ سے جا ملے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ایک نیا باب کھول کر اپنی عظیم الشان رحمتوں سے ہمیں نوازا ہے۔''

(رپورٹ مشاورت 1944ء صفحہ 6,5)

راقم الحروف 1935ء کے آخر میں اپنے والد حافظ محمد عبداللہ صاحب کے ساتھ پہلی مرتبہ پنڈی بھٹیاں سے قادیان حاضر ہوا۔ دیارِ حبیب کی زیارت، قدّوسیوں کا اجتماع دیکھا اور 28/دسمبر کو حضرت مصلح موعودؓ کا روح پرور خطبہ عید الفطر سننے کی بھی سعادت پائی۔ حضور پُر نور نے یہ خطبہ عید گاہ میں پڑھا اور اس میں ارشاد فرمایا:۔

''میں چاہتا ہوں کہ میں آپ لوگوں کو عید کا یہ تحفہ پیش کروں کہ ہمارا خدا کامل محبت ہے۔ کوئی محبت اس کے مقابل پر نہیں ٹھہر سکتی۔''

(الفضل 4 جنوری 1936ء صفحہ 2)

یہ بھی محض اللہ جل شانہٗ کا احسانِ عظیم ہے کہ 1936ء (یعنی مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ) سے لے کر 1965ء تک کا زمانہ اس محبوبِ خدا اور خلیفہ موعود کا مبارک زمانہ پانے کی توفیق ملی بلکہ کم و بیش گیارہ سال (وسط 1952ء تا دسمبر 1963ء) آپ جیسی برگزیدہ شخصیت کے مقدس قدموں میں بیٹھنے، فیضیاب ہونے اور قریب سے آپ کے خدا نما چہرہ کو دیکھنے کے بہت سے مواقع میسر آئے جو نور ربّانی کا تجلی گاہ اور

ملک کو بھی جو بناتا تھا اپنا دیوانہ

خاکسار کے ذاتی مشاہدات اور تجربات کا خلاصہ یہ ہے کہ الٰہی نوشتوں کے مطابق سیدنا مصلح موعودؓ اخلاق و شمائل کے اعتبار سے حضرت مسیح موعودؑ کے حسن و احسان میں نظیر تھے۔ (ازالہ اوہام) اور تاجدار خلافت کی رو سے ''فضل عمر'' (سبز اشتہار)۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل چند چشم دید وقائع و احوال سے عیاں ہوگا۔

اوّل:-

اپریل 1941ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی معرکہ آراء تقریر کی پہلی جلد دفتر تحریک جدید نے شائع کی۔ چند ماہ بعد موسمی تعطیلات کے دوران قادیان سے اپنے آبائی وطن پنڈی بھٹیاں میں آیا تو اس کا ایک نسخہ تحفہ کے طور پر ساتھ لے گیا۔ پرائمری سکول پنڈی بھٹیاں میں ہمارے ہیڈ ماسٹر ایک شریف النفس بزرگ غالباً جناب قادر بخش صاحب تھے جو احراری پراپیگنڈا سے

بہت متاثر تھے۔ یہ کتاب میں نے انہیں بھی مطالعہ کے لئے پیش کی۔ وہ اگلے ہی دن ہمارے گھر تشریف لائے اور کتاب واپس کر دی۔ میں نے حیرت زدہ ہو کر عرض کیا کہ اتنی جلدی آپ نے مطالعہ فرمالی؟ فرمانے لگے اب تک مجھے اس کے کچھ ابتدائی حصّہ کے پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے مگر میں نے محسوس کیا کہ اس میں ایسی کشش ہے کہ مجھے ''مرزائی'' بنا کر چھوڑے گی۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ یہ ''حادثہ'' رونما ہونے سے قبل میں کتاب ہی کو واپس کر آؤں۔ پھر کہا میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگرچہ آپ لوگ کافر ہیں مگر قرآن آپ لوگوں کے خلیفہ ہی کو آتا ہے۔ اگرچہ الفاظ بعینہٖ یہ نہیں تھے مگر مفہوم قطعی طور پر یہی تھا۔

دوم:۔

حضرت مصلح موعود نے آخری پارے کا درس جولائی 1944ء میں شروع فرمایا اور ابتدا اس کی ڈلہوزی میں فرمائی۔ مگر سورۃ الغاشیہ اور سورۃ الفجر کا درس مسجد مبارک میں ارشاد فرمایا جس میں عاجز کو بھی شرکت کی سعادت نصیب ہوئی اور جیسا کہ حضور نے تفسیر سورۃ الفجر کے تعارفی نوٹ میں بھی ذکر فرمایا ہے، حضور نے 17رجنوری 1945ء کو عصر کی نماز کے آخر میں سجدہ سے سر اٹھایا ہی تھا کہ سورۃ الفجر کا مشکل مضمون جس کے بارے میں آپ کئی دن سے مضطرب تھے اللہ تعالیٰ نے ایک آن میں آپ پر حل کر دیا۔ خود فرماتے ہیں:۔

''پہلے بھی کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ سجدہ کے وقت خصوصاً نماز کے آخری سجدہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے بعض آیات کو مجھ پر حل کر دیا مگر اس دفعہ بہت ہی زبردست تفہیم تھی کیونکہ وہ ایک نہایت مشکل اور وسیع مضمون پر حاوی تھی۔ چنانچہ میں نے عصر کی نماز کا سلام پھیرا تو بے تحاشہ میری زبان سے الحمدللہ کے الفاظ نکل گئے۔''

الفاظ جو تصرّف الٰہی سے جاری ہوئے جملہ سامعین کی طرح میں نے بھی سنے اور جب حضور کی زبان مبارک سے سورۃ فجر کی تفسیر سنی تو روح وجد میں آگئی اور دل و دماغ معطر ہو گئے۔ اس وجدانی کیفیت کا نشہ میں اب تک محسوس کرتا ہوں۔

سوم:۔

دعوت الی اللہ کا بے پناہ جوش اور ولولہ آپ کو براہ راست اپنے مقدس باپ سے ورثہ میں ملا تھا اور کوئی انفرادی موقع بھی آپ ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ 1947ء کے آغاز میں خاکسار جامعہ احمدیہ درجہ ثالثہ کا طالبعلم تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ہماری کلاس کو قادیان کے ماحول میں واقع گاؤں گل منج میں بغرض تبلیغ و تربیت بھیجا اور انگریزی کے استاد حضرت چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی ہمارے نگران مقرر ہوئے۔ وفد میں مکرم چوہدری سردار احمد صاحب بزمی (حال مقیم لندن)، چوہدری عبدالمالک صاحب (مرحوم مربی انچارج انڈونیشیا)، مولانا عبداللطیف صاحب پریمی (مربی افریقہ) اور مولانا عبدالقدیر صاحب (مربی افریقہ حال کینیڈا) اور خاکسار شامل تھے۔ ہم لوگ قادیان دارالامان سے قاعدہ یسرنا القرآن کی کئی کاپیاں ساتھ لے گئے۔ ہمیں ارشاد تھا کہ کسی فرد پر بوجھ نہیں ڈالنا، خود ہی کھانا پکانا ہے۔ یہ وقف عارضی حضور کی خصوصی توجہ کی بدولت بہت بابرکت ثابت ہوئی۔ خود ہماری تربیت ہوئی۔ کئی احمدی و غیر احمدی بچوں نے قاعدہ پڑھا اور بعض سعید روحیں بھی داخل احمدیت ہوئیں۔ یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ ہم پانچوں کو سات برس تک مدرسہ احمدیہ میں صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب کے ہم مکتب رہنے کا شرف حاصل رہا۔ اسی طرح مولانا محمد زُہدی صاحب فضلی مرحوم (مربی ملائیشیا) نے ہمارے ساتھ 1947ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا جس کے بعد وہ واپس اپنے وطن تشریف لے گئے۔

چہارم:۔

1948ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر خاکسار بھی دوسرے

واقف زندگی ساتھیوں سمیت فرقان بٹالین کے رضا کاروں میں شامل ہوا۔ برلب میں دشمن کی گولہ باری کے نتیجہ میں میری دائیں آنکھ کا حساس پردہ پھٹ گیا۔ یہ بیماری میڈیکل کی اصطلاح میں DETACHMENT OF RETINA کہلاتی ہے۔ راولپنڈی کے .C.M.H نے علاج سے معذرت کی اور جواب دے دیا جس پر مجھے حضرت مصلح موعودؓ کی اجازت سے میو ہسپتال میں داخل کرادیا گیا۔ سرائے عالمگیر کیمپ میں میرے روابط جناب پیاؔم شاہجہانپوری سے قائم ہو چکے تھے۔ وہی دیکھ بھال کے لئے تشریف لاتے رہے۔ ان دنوں ڈاکٹر رمضان علی صاحب (1900ء۔1988ء) جیسے خلیق و ہمدرد خلائق ہسپتال میں امراض چشم کے معالج تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ سے بھی ان کی خط وکتابت تھی اور وہ حضور سے عقیدت بھی رکھتے تھے۔ جب انہیں پتہ چلا کہ یہ فرقان بٹالین کا رضا کار ہے تو وہ بہت محبت سے پیش آئے۔ مگر ساتھ ہی واضح کیا کہ یہ بیماری عام طور پر یا تو مغرب کے سائنسدانوں کو ہوتی ہے یا جنگوں کے دھماکوں سے لاحق ہوتی ہے۔ پاکستان ایک نیا ملک ہے، یہاں اس کے آپریشن کے مکمل آلات دستیاب نہیں۔ خود میں نے اپنے ایک عزیز کا آپریشن کیا جو ناکام رہا اور دوسری آنکھ بھی نکالنی پڑی۔ میں ربوہ سے روانگی سے قبل حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں درخواست دعا تحریر کر کے آیا تھا اس لئے میں خدا پر توکل کر کے داخل ہسپتال ہو گیا اور ساتھ ہی محترم پیاؔم صاحب نے میرے والد حافظ محمد عبداللہ صاحب کو بھی تار دے کر بلوالیا۔ مجھے مسلسل دو ماہ تک میو ہسپتال کے ایک بیڈ پر چت لیٹنا پڑا۔ یہ میرے لئے اپنی زندگی کا پہلا نہایت کربناک تجربہ تھا مگر حضور کی دعاؤں کے طفیل ایک غیبی سکینت طاری رہی۔ میرے بستر کے ساتھ ہی ایک کمیونسٹ دوست بھی داخل ہسپتال تھے۔ چونکہ میں نے حضرت مصلح موعودؓ کی زبان مبارک سے ''اسلام کا اقتصادی نظام'' کا روح پرور خطاب سنا ہوا تھا اس لئے اس دوست سے لیٹے لیٹے مذاکرہ سا جاری رہا۔ یہاں تک کہ خدا کے فضل سے ان پر اسلامی نظام حیات کی برتری کا سکّہ بیٹھ گیا۔ علاوہ ازیں میرے ذہن پر بعض علمی ودینی افکار نے غلبہ پالیا اور میری درخواست پر والد صاحب روزانہ انہیں لکھنے میں مصروف ہو گئے۔ اسی ماحول میں ایک ماہ بعد ڈاکٹر صاحب مرحوم نے میرا آپریشن کیا۔ کیونکہ یہ اپنی نوعیت کا دوسرا کیس تھا جو تشویش کا پہلو بھی رکھتا تھا اس لئے میڈیکل کالج کے بہت سے طلبہ کو بھی بلا لیا گیا۔ آپریشن کے بعد میری دونوں آنکھوں پر سبز پٹی باندھ دی گئی جو ایک ماہ بعد کھولی گئی۔ یہ وقت میرے لئے قیامت سے کم نہیں تھا۔ مگر حضرت مصلح موعودؓ کی دعاؤں کے طفیل آپریشن ہر لحاظ سے کامیاب رہا اور اب جبکہ اس نازک آپریشن پر نصف صدی سے زیادہ بیت گئی ہے اور کاروان عمر اسّی کی منزل میں داخل ہو چکا ہے یہ تکلیف دوبارہ نہیں ہوئی۔

پنجم:۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے 16 رنومبر 1956ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہ دعا القاء فرمائی ہے کہ ہم قدم قدم پر خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں اور اس کی رضا کی جستجو کرتے ہیں اور ساتھ ہی جناب الٰہی سے بتایا گیا کہ یہ دعا سورہ فاتحہ کا حصہ ہے۔ جو لوگ اپنی دعاؤں میں یہ فقرے پڑھیں گے ان کی دعائیں زیادہ قبول ہوں گی۔

(الفضل 23 رنومبر 1956ء صفحہ 3)

اس خطبہ کے چند ہفتے بعد حضرت مصلح موعودؓ کی اجازت سے تحریک کشمیر کے قدیم ریکارڈ کی عکسی کاپیاں بنوانے کے لئے لاہور آنا پڑا۔ میں سیدھا برصغیر کے نامور ادیب حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فوری توجہ فرمائی اور عجائب گھر کے مشفق انچارج صاحب کے ذریعہ راتوں رات دستاویزات کے روٹو گراف بنوا دیئے۔ میں حضرت شیخ صاحب کے مکان واقع رام گلی میں ہی ٹھہرا ہوا تھا۔ ابھی رات کی سیاہی ہر طرف چھائی ہوئی تھی اور ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا کہ میں طلوع فجر سے بہت پہلے کراؤن بس کے اڈے تک پہنچ گیا۔ معلوم ہوا کہ ابھی پہلی سروس کے چلنے میں خاصی دیر ہے جس پر میں اپنے دو بیگ سنبھالے ہوئے ٹانگہ میں بیٹھ کر یونائٹڈ بس کے اڈے پر پہنچا۔ میں نے

اسے کرایہ دیا اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گیا اور ساتھ ہی یہ معلوم ہونے پر میرے اوسان خطا ہو گئے اور زمین پاؤں سے نکل گئی کہ وہ بیگ جس میں اصل کاغذات اور اس کے فوٹو کاپی رکھے تھے ٹانگہ میں ہی رہ گئے ہیں جس پر میں نے واپس کراؤن کے اڈا کی طرف سرپٹ دوڑنا شروع کر دیا۔ عین اس وقت جبکہ مجھ پر ایک قیامت ٹوٹ چکی تھی اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے میری توجہ کا رخ حضرت مصلح موعودؓ کے بیان فرمودہ القائی نسخۂ دعا کی طرف پھیر دیا۔ میں لاہور کی سڑکوں پر ایک اڈہ سے دوسرے اڈہ کی طرف بھاگتا چلا جا رہا تھا مگر ساتھ ہی درد بھرے دل سے دعائیہ کلمات بھی پڑھتا جاتا تھا۔ سراسیمگی کے اس عالم میں دن چڑھ گیا مجھے یکا یک غیبی تحریک سی ہوئی کہ موچی دروازہ میں ٹانگوں کا وسیع اڈہ ہے، مجھے فی الفور وہاں جانا چاہیے۔ میں تیزی سے وہاں پہنچا۔ واقعی اس جگہ ٹانگے بکثرت موجود تھے اور آنے جانے والوں کا تو تانتا بندھا ہوا تھا۔ میں نے ہر ایک کوچوان سے یہی پوچھنا شروع کیا کہ میرا بیگ آپ کے ٹانگہ میں رہ گیا ہے؟ سبھی نے نفی میں جواب دیا اور اگرچہ بعض نے اظہار ہمدردی بھی کیا لیکن اکثر نے کھلا مذاق اڑایا کہ ہم تو ابھی گھر سے آ رہے ہیں، ہم نے تو کوئی سواری بٹھائی ہی نہیں۔ ایک کو یہ پھبتی بھی سوجھی کہ یہ عجیب شخص ہے جو ہر ٹانگے میں بیٹھنے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں۔ میں اس پریشان خیالی میں خاصی دیر تک سر گردان رہا کہ اچانک ایک ٹانگہ تیزی سے میرے سامنے آ کھڑا ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس کا مالک میرا بیگ تھامے ہوئے نیچے اتر رہا ہے اور ساتھ ہی مجھے مخاطب کر کے کہہ رہا ہے کہ میں صبح سے تمہاری تلاش میں ہوں۔ میں نے لاہور کا کونہ کونہ چھان مارا ہے۔ یہ لو اپنی امانت!! میں اس شخص کی دیانتداری پر حیران رہ گیا۔ حق یہ ہے کہ لاہور جیسے وسیع و عریض شہر میں کسی ٹانگہ بان سے گمشدہ متاع کا دوبارہ مل جانا یقیناً ایک معجزہ تھا جو حضور انور کی القائی دعا کی برکت سے رونما ہوا۔ ے

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

ششم:۔

حضرت مسیح موعودؑ کے لخت جگر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ عرصہ تک ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد کے منصب پر فائز رہے۔ ایک بار آپ نے حضرت مصلح موعودؓ سے اجازت حاصل کر کے مجھے ہدایت فرمائی کی دنیا پور (ضلع ملتان) میں جماعت کے خلاف اشتعال پھیلایا جا رہا ہے جس کے ازالہ کے لئے فوراً بذریعہ چناب ایکسپریس ملتان پہنچو اور چوہدری عبدالرحمٰن صاحب امیر ملتان کو لے کر دنیا پور پہنچو۔ مجھے یہ تحریری ارشاد چناب ایکسپریس آنے کے صرف چند گھنٹے قبل ملا جبکہ میں مسجد مبارک سے متصل خلافت لائبریری کے ایک کمرہ میں تصنیفی کام میں مصروف تھا۔ میری رہائش ان دنوں محلّہ دارالنصر شرقی کے آخر میں تھی۔ میں نے اپنے گھر والوں کو پیغام بھجوا دیا کہ میں دفتر سے بذریعہ ٹرین ملتان جا رہا ہوں۔ ساتھ ہی اپنے مقدس آقا کے حضور سفر کی کامیابی کے لئے درخواست دعا لکھی۔ نیز عرض کیا کہ میری بیگم (سلیمہ اختر) سخت بیمار ہیں از راہ شفقت و ذرّہ نوازی ان کو بھی خصوصی دعا میں یاد رکھا جائے۔ احسان ہوگا۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں مختصر سی عرضداشت بھجوانے کے بعد میں ملتان کے لئے روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ مجسٹریٹ صاحب سے جلسہ دنیا پور کے لئے تحریری اجازت لینا ضروری ہے۔ جناب عبدالحفیظ صاحب ایڈووکیٹ ملتان (حال مقیم کینیڈا) مجھے ساتھ لے کر فاضل جج کی خدمت میں پہنچے اور درخواست پیش کی۔ انہوں نے فرمایا ضلع بھر میں جلسوں کی مکمل آزادی ہے۔ کسی جگہ بھی دفعہ 144 نافذ نہیں۔ میں نے عرض کیا بلاشبہ یہی حقیقت ہے۔ بایں ہمہ آپ کا احسان عظیم ہوگا اگر آپ ہماری عرضداشت کو شرف قبولیت بخشیں۔ یہ سنتے ہی انہوں نے اجازت نامہ دے دیا۔ دنیا پور میں کئی روز سے بدزبان مخالفین احمدیت لاؤڈ سپیکر پر گند اچھال رہے تھے اور ان کی مفتریات نے پورے قصبہ کی فضا کو مکدر کر دیا تھا۔ ان دنوں جماعت احمدیہ دنیا پور کے پریذیڈینٹ شیخ محمد اسلم صاحب (مرحوم) تھے جو بہت مستعد و مخلص اور فعّال

بزرگ تھے۔ انہوں نے اپنے مکان سے متصل میدان میں جوابی جلسہ کے انعقاد کے لئے دریاں بچھا دیں اور لاؤڈ سپیکر نصب کرا دیا۔ ابھی جماعت کے جلسہ کی کارروائی کا تلاوت قرآن مجید سے آغاز ہی ہوا تھا کہ احراری علماء کا ہجوم امڈ آیا حتیٰ کہ اس نے پنڈال کو گھیر لیا۔ احرار دھاوا بولنے سے پہلے مقامی پولیس افسر سے ساز باز کر چکے تھے جس نے آتے ہی نہایت تند و تیز الفاظ میں پریذیڈنٹ صاحب کی جواب طلبی کی کہ سرکاری حکم کے بغیر کیوں جلسہ کیا جارہا ہے۔ محترم پریذیڈنٹ صاحب جواب دے سکتے تھے کہ احراریوں نے جلسہ کی منظوری کب لی ہے مگر انہوں نے موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے جھٹ اجازت نامہ پیش کر دیا جس کے بعد سب شر پسند اور تماشہ بین میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور جماعت احمدیہ کا جلسہ عام کئی گھنٹے تک نہایت کامیابی سے جاری رہا اور عدوّان محمد اور منکرین ختم نبوت کی ایسی قلعی کھلی کہ گویا دن چڑھ گیا۔ دو ایک روز بعد میں واپس مرکز احمدیت میں آ گیا۔ گھر پہنچا تو یہ دیکھ کر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی روحانی توجہ اور دعا کے طفیل میرے اہل خانہ پوری طرح شفایاب ہیں۔

ہفتم :۔

اوائل 1947ء کی بات ہے کہ خاکسار نے غیر مبائعین کی اشتعال انگیز تحریروں کو دیکھ کر ایک مضمون لکھنے کا فیصلہ کیا۔ میں ساری رات قادیان کی مرکزی لائبریری میں (جو ان دنوں مسجد مبارک کے نیچے ایک کمرہ میں تھی) اخبار ''پیغام صلح'' کا مطالعہ کر کے نوٹ لیتا رہا۔ میں نے ثابت کیا کہ اہل پیغام اگرچہ مسیح موعودؑ کی کشتی میں بیٹھے ہیں مگر حضرت مصلح موعودؓ کی مخالفت کر کے لیکھرام کا پرچم لہرا رہے ہیں اور ان کی زبان اور لب ولہجہ بھی وہی ہے جو اس شاتم رسول نے کلیات آریہ مسافر میں اختیار کیا تھا۔ یہ مضمون مولانا ابو المنیر نور الحق صاحب نائب مدیر فرقان نے مارچ 1947ء کے ایشوع میں شائع کر دیا جس کے بعد مجھے خوشخبری دی کہ حضرت امیر المومنین نے اسے بہت پسند فرمایا ہے۔ 1956ء کے فتنہ منافقین کے دوران اسے پھر ترجمہ و اضافہ کیا تو الفضل میں شائع کیا گیا۔ اس پر حضرت مصلح موعودؓ نے مسجد مبارک کی مجلس عرفان میں اظہارِ خوشنودی فرمایا۔ اس بابرکت مجلس میں استاذی المحترم خالد احمدیت حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری مدیر ''الفرقان'' بھی موجود تھے۔ آپ نے خاتمہ مجلس کے بعد یہ خوشخبری سنائی اور میرا دل باغ باغ کر دیا۔ آہ! میرے محسن بزرگ بہشتی مقبرہ ربوہ میں ابدی نیند سو رہے ہیں:

محمود کے سپاہی احمد کے خاص پیارے
اب رہ گئے ہیں ایسے جیسے سحر کے تارے

المختصر حضرت مصلح موعودؓ کے احسانات بے شمار ہیں اور ان کا حقیقی شکریہ حدامکان سے باہر ہے۔ فداہ روحی وجنانی

ہشتم :۔

وسط 1956ء میں انکار خلافت کا اندرونی فتنہ اٹھا تو حضرت مصلح موعودؓ نے اس ناچیز خادم کو اس کا ریکارڈ رکھنے اور جلسہ سالانہ پر اس کا خلاصہ پیش کرنے کا ارشاد فرمایا۔ انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ سکندرآباد (دکن) سے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الاسدی مؤسس الحکم کا ایک مفصل مکتوب پہنچا کہ خلافت ثانیہ کے اوائل میں میاں عبدالوہاب صاحب عمر (متوفّٰی 27 جون 1979ء) نے مولوی محمد اسماعیل غزنوی سے گٹھ جوڑ کر کے حضور کے خلاف ایک ناپاک اور شرمناک سازش کی جس کی حیران کن تفصیل بھی انہوں نے قلمبند کی تھی۔ حضور نے چٹھی گہری توجہ سے سنی اور مجھے ارشاد فرمایا کہ انہیں فوراً لکھو کہ یہ بات اس زمانہ میں مجھے کیوں نہیں پہنچائی۔ حضرت عرفانی صاحب کا جواب ملا کہ یہ سازش مرزا گل محمد صاحب کی حویلی میں کی گئی اور خلیفہ صلاح الدین صاحب کے ذریعہ اس کا علم ہوا جس کے بعد میں نے اوّلین فرصت میں چشم دید شہادت حضور کی خدمت میں بھجوا دی تھی۔ مگر حضور نے انہیں معاف فرما کر سارا معاملہ داخل دفتر کر دیا اور پھر اپنے لوحِ قلب سے اصل واقعہ کو اس طرح صاف کر دیا کہ آج حضور کے مبارک حافظہ میں

اس کا خفیف سا نقش بھی موجود نہیں۔ الفاظ میرے ہیں مگر مفہوم قریباً قریباً یہی تھا۔

یہ ایّام جماعتی تاریخ میں بہت نازک تھے۔ کیونکہ اس خوفناک فتنہ کی پشت پر ملک کی تمام دشمن احمدیت طاقتیں یکجان ہو کر آناً فاناً مجتمع ہو گئیں لیکن حضور نے بڑھاپے اور بیماری کے باوجود فرشتوں کی آسمانی افواج کے ذریعہ فولادی ہاتھوں میں جکڑ کر اس کی دھجیاں فضائے بسیط میں بکھیر کر رکھ دیں اور سیدنا امیر المومنین حضرت عمرؓ کا جلالی دور ایک بار پھر پلٹ آیا۔

آمد تھی ان کی یا کہ خدا کا نزول تھا
صدیوں کا کام تھوڑے سے عرصہ میں کر گئے

بعض حسین یادیں

1۔ 1946ء میں خاکسار نے جامعہ احمدیہ قادیان سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا جس کے بعد حضور نے وکیل التبشیر حضرت خانصاحب ذوالفقار علی صاحب کو ارشاد فرمایا کہ اسے لنڈن مشن کے سیکرٹری کے طور پر بھجوانے کا انتظام کیا جائے۔ یہ معاملہ ابھی ابتدائی مرحلہ میں تھا کہ ہمارے پرنسپل حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے عرض کیا کہ اس طالبعلم کا رجحان علم کلام کی طرف ہے اس لئے ہندوستان کے لئے زیادہ موزوں ہوسکتا ہے۔ چنانچہ حضور نے سلسلہ کے مفاد کو مقدم کرتے ہوئے اس مشورہ کو شرف قبولیت بخشا اور میری بجائے مولوی مقبول احمد صاحب معتبر لندن بھجوائے گئے۔

2۔ حضرت اقدس نے ہم طلبہ کو محاذ کشمیر پر بھجوانے سے قبل رتن باغ لاہور میں شرف باریابی بخشا جس میں علاوہ اور امور کے یہ بھی بتایا کہ میں نے انگریزی زبان اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ سے سیکھی ہے۔

3۔ قیام ربوہ کے ابتدائی دور کا واقعہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب فرمایا جس کے دوران خدام سے پوچھا کہ اصل فرائض کے علاوہ کیا کسی نے کوئی اور کام بھی بسر اوقات کے لئے سیکھا ہے۔ جس پر میں کھڑا ہوا اور نہایت ادب سے عرض کی کہ حضور! خاکسار نے قادیان میں جلد سازی اپنے چچا میاں عبد العظیم صاحب (درویش) سے سیکھی تھی۔ جو بوقت ضرورت اب بھی جاری رکھے ہوئے ہوں۔ حضور اس جواب سے خوب محظوظ ہوئے۔

4۔ افتتاح ربوہ (20 ستمبر 1948ء) کے کچھ عرصہ بعد خاکسار نے ازالہ اوہام کے ایک کشف کی روشنی میں حضور انور کی خدمت میں لکھا کہ ربوہ کے چوتھے مرکز کے ذریعہ ''تین کو چار کرنے'' کی نئی واقعاتی تعبیر سامنے آگئی ہے۔ حضور کی طرف سے مجھے کارڈ پہنچا کہ تمہاری یہ توجیہ بھی درست ہے جس کے بعد خاکسار نے ''الرحمت'' لاہور میں ''مقام ابراہیم کی تجلّیات'' کے زیر عنوان دو قسطوں میں مضمون لکھا اور یہ توجیہ پہلی بار منظر عام پر آئی۔

5۔ حضرت مصلح موعودؓ کا مری سے ارشاد موصول ہوا کہ کشمیر کمیٹی کا قدیم ریکارڈ ایک ساتھی کو لے کر یہاں لے آؤ۔ نیز ہدایت فرمائی کہ یہ بیش قیمت چیز ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے دونوں میں سے ایک کو وقفہ وقفہ کے بعد جاگتا رہنا چاہیے۔ اس حکم کی تعمیل میں خاکسار اور مولانا منیر الدین احمد صاحب بی اے واقف زندگی (حال جرمنی) مری پہنچے اور ایک ماہ مقیم رہ کر اسے مرتّب بھی کیا اور اس کے خلاصے بھی تیار کئے جن سے اس دور کی تاریخ احمدیت مرتّب کرنے میں بھاری مدد ملی جسے بعض بزرگ کشمیری اکابر نے بھی خوب سراہا۔ بلکہ راولپنڈی کے مشہور کشمیری ترجمان ''انصاف'' کے مدیر جناب عبدالعزیز نے اپنے اخبار میں اس کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے زبردست آرٹیکل زیب قرطاس کیا۔ قیام مری کا ہی واقعہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کو مولوی ظفر علی خان صاحب ''مدیر زمیندار'' کے علاج کے لئے بھجوایا جنہوں نے علاوہ ادویہ مہیا کرنے کے بعض دوسرے ذرائع سے بھی ان کی خدمت کی۔ موصوف ان دنوں فالج زدہ تھے اور مری کے پوسٹ آفس کے قریب عمارت کے کھلے احاطہ میں کرسی پر سر جھکائے ہوئے بیٹھے رہتے تھے۔

6۔ میرے دادا پوری عمر احمدیت کے شدید معاندر ہے۔ ان کے غیظ و غضب کا یہ عالم تھا کہ وہ ہمارے گھر آ کر میرے والد صاحب کو بھی پیٹ جاتے تھے۔ میرے چھوٹے چچا میاں عبدالعظیم صاحب مرحوم کو انہوں نے

1929ء میں احمدیت کی پاداش میں برہنہ کر کے لہولہان کر دیا جس پر ہجرت کر کے پہلے سیّدوالا پھر لاہور دہلی دروازہ میں قیام کیا اور پھر مستقل طور پر قادیان میں بود وباش اختیار کر لی۔

ہمارے خاندان میں احمدیت کی نعمت حضرت میاں محمد مراد صاحب حافظ آبادی جیسے اہل کشف و رؤیا بزرگ کے ذریعہ میسر آئی اور وہ بھی عجیب رنگ سے۔ بات یہ ہوئی کہ دادا صاحب نے حضرت میاں محمد مراد صاحب کو ان کی تبلیغی مساعی پر تین بار ظالمانہ طور پر زدوکوب کی جس پر آپ نے فرمایا تم نے تین دفعہ مجھے مارا ہے۔ انشاءاللہ تمہارے تین عقلمند بیٹے ضرور احمدی ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا جس پر دادا صاحب اور بھی مشتعل ہو گئے اور اپنی مخالفت میں روز بروز تیز سے تیز تر ہوتے گئے۔ اس دوران وہ قادیان بھی گئے مگر اپنے بیٹے کی بجائے سکھوں کے گھر کھانا کھایا۔

حضرت مصلح موعودؓ جن دنوں نخلہ (خوشاب) میں تفسیر صغیر تالیف فرما رہے تھے، خاکسار کو اچانک ربوہ سے خانقاہ ڈوگراں کے قریبی گاؤں کلسیاں جانا پڑا جہاں میرے ایک احمدی چچا اللہ بخش صاحب عرصہ سے مقیم تھے۔ اتفاق کی بات یہ ہوئی کہ ان دنوں میرے دادا صاحب بھی وہیں موجود تھے اور اگر چہ بڑھاپے نے ان کو بہت کمزور کر دیا تھا مگر ان کی احمدیت دشمنی بدستور عالم شباب پر تھی۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگے کہ میں تمہارے خلیفہ صاحب سے مل کر فریاد کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ میں واپسی پر سیدھا حضور ہی کی خدمت اقدس میں جا رہا ہوں۔ مجھے اپنا پیغام دے دیں، جاتے ہی پہنچا دوں گا۔ انہوں نے درد بھرے دل سے مجھے کہا کہ میرے چھ بیٹے ہیں جن میں سے تین بچوں کو جن میں ایک حافظ قرآن اور دوسرے دو بھی بہت عقلمند اور صاحب علم ہیں، تمہارے خلیفہ صاحب نے مجھ سے چھین لیا ہے اور باقی تین جو اَن پڑھ یا معذور تھے میرے حوالے کر دیئے ہیں۔ انہیں میری طرف سے درخواست کریں کہ انہیں تو گنتی ہی پوری کرنی ہے وہ تبادلہ کر لیں۔ میں قبر کے کنارے پر آ پہنچا ہوں۔ اس آخری وقت میں یہ تقسیم میرے لئے سوہانِ روح بنی ہوئی ہے۔

میں ان سے ملاقات کے بعد ربوہ سے ہوتا ہوا سیدھا جابہ پہنچا۔ اس دن مکرم چوہدری احمد جان صاحب کی قیادت میں ضلع راولپنڈی کے مخلصین اپنے محبوب ومقدس آقا کی زیارت کے لئے پہنچے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے انہی کو شرف ملاقات عطا ہوا جس کے بعد خاکسار کو دربار خلافت میں حاضری کا موقع نصیب ہوا۔ تصرف الٰہی ملاحظہ ہو کہ حضور نے از خود میاں محمد مراد صاحب کے اخلاص وخدمات کا تذکرہ شروع فرما دیا جس پر میں نے عرض کیا کہ خاکسار اپنے دادا صاحب کا ایک خصوصی پیغام لے کر آیا ہے کہ آپ نے میرے حافظ قرآن اور پڑھے لکھے بیٹوں پر قبضہ کر رکھا ہے۔ میرے دوسرے اَن پڑھ یا معذور بچوں سے تبادلہ کر کے اپنی گنتی پوری کر لیں۔ اور جیسا کہ بعد میں مولانا عبدالرحمٰن صاحب انور پرائیویٹ سیکرٹری نے مجھے بتایا کہ اہل راولپنڈی کی ملاقات کے دوران حضور بالکل خاموش رہے اور صرف مصافحہ کیا مگر جونہی حضور نے میرے دادا کا پیغام سنا حضور بہت مسکرائے اور حضور کا روئے مبارک خوشی سے تمتما اٹھا اور پیار بھرے انداز میں فرمایا کہ اپنے دادا کو میرا پیغام بھی پہنچا دیں کہ مجھے بیٹوں کا یہ تبادلہ بخوشی منظور ہے۔ آپ اپنے غیر احمدی بیٹے میرے حوالے کر دیں اور آپ کے احمدی بیٹوں کو میری طرف سے اجازت ہے کہ وہ احمدیت کو ترک کر کے آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کا یہ پیغام لئے میں اگلے دن واپس دادا جان کے پاس پہنچا اور انہیں مبارک باد دی کہ ہمارے امام عالی مقام نے بچوں کا تبادلہ منظور کر لیا ہے۔ لیکن جب میں نے پیغام کی تفصیل بتائی تو وہ زار وقطار بچوں کی طرح رونے لگے اور کہا تمہارے خلیفہ صاحب کتنے چالاک ہیں !!! انہیں یقین ہے کہ میرے مرزائی بیٹے تو کبھی ''مرزائیت'' کو نہیں چھوڑیں گے اس لئے اب وہ میرے دوسرے تین بیٹوں پر بھی ہاتھ صاف کرنا چاہتے ہیں۔ ہم لوگ مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہو گئے۔ مگر دادا صاحب نے دوبارہ شوروفغاں شروع کر دیا۔

دادا جان تھوڑے عرصہ بعد اپنے دل میں ہزاروں حسرتیں لئے چل بسے۔ ایک بیٹے نے جو پنڈی بھٹیاں کی ایک برلب سڑک مسجد کا امام تھا خودکشی کر لی۔ دوسرا جو پاؤں سے معذور تھا لاولد اس جہان سے اٹھ گیا۔ اس کے مقابل تینوں احمدی بیٹوں نے لمبے عرصہ تک خدمت دین کی توفیق پائی اور عمر بھر مخالفتوں کے طوفانوں میں کوہ استقلال بنے رہے اور اب ان کی اولادیں پاکستان، انڈیا، ماریشس، کینیڈا اور جرمنی میں پھل پھول رہی ہیں جو محض خدا کا فضل اور اس کے خلیفہ

موعود سیدنا محمود (رضی اللہ عنہ) کی مقبول دعاؤں کا کھلا اعجاز ہے۔

7۔ فسادات 1953ء کے بعد حضرت اقدس نے مودودی صاحب کے شرانگیز رسالہ ''قادیانی مسئلہ'' کا خود جواب لکھوایا اور پھر فرمایا کہ میاں بشیر احمد صاحب بھی اسے دیکھ لیں۔ چنانچہ عاجز مسودہ لے کر حضرت قمرالانبیاء کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اپنے قلم سے اس کے اختتام پر ایک ضروری نوٹ کا اضافہ کیا جسے حضور نے بھی پسند فرمایا اور اشاعت کے لئے کراچی بھجوا دیا گیا۔ دراصل اس میں میرے لئے سبق تھا کہ کبھی اپنی تحریر کو حرف آخر نہ سمجھنا۔ اس مسودہ سے مجھے یہ فائدہ بھی ہوا کہ حضرت میاں صاحب سے مستقل رابطہ کا دروازہ کھل گیا اور یہی میری دلی آرزو تھی جس کے غیبی سامان خدائے عزّ وجل نے اپنے محبوب بندہ محمود مصلح موعودؓ کے مبارک ہاتھوں سے کر دیئے جس کے نتیجے میں یہ عاجز عمر بھر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی ذرّہ نوازیوں کا مہبط بنا رہا۔ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں میری دلچسپی علم کلام سے تھی۔ میں تاریخ کے میدان میں بھی بالکل نو وارد تھا اور طفل مکتب بھی۔ آپ کی قیمتی رہنمائی عاجز کو تاریخ احمدیت کی تدوین کے ہر مرحلہ پر حاصل رہی اور آپ کے احسانات وتلطفات میری زندگی کا بہترین سرمایہ ہیں۔ نوّر اللہ مرقدہ۔

وہ عکس بن کے مری چشم تر میں رہتا ہے
عجیب شخص ہے پانی کے گھر میں رہتا ہے

(بسمل صابری) اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد وعلی خلفاء محمد و بارک وسلم انک حمید مجید

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 15 تا 21 فروری 2008ء)

☆☆☆

O.A. Nizamutheen Cell : 9994757172
V.A. Zafarullah Sait Cell : 9943030230

O.A.N. Doors & Steels

All types of Wooden Panel Doors, Skin Doors, Veeneer Doors, PVC Doors, PVC Cup boards, Loft & Kitchen Cabinet, TMT Rods, Cements, Cover Blocks and Construction Chemicals.

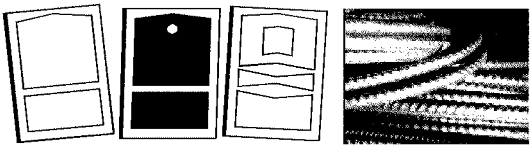

T.S.M.O. Syed Ali Shopping Complex, #51/4-B, 5, 6, 7 Ambai Road (Near Sbaeena Hospital) Kulavanikarpuram, Tirunelveli-627 005

C. K. Mohammed Sharief
Proprietor

CEEKAYES TIMBERS

VANIYAMBALAM - 679339
DISTT.: MALAPPURAM
KERALA

☎ : Wandoor (O) 247392, (R) 247192

Samad Mob:9845828696

XPORT

GENUINE BRAND
EXPORT SURPLUS

Silver Plaza Complex, Opp. Vijayabank,

MEDIKERI

Shop: 0497 2712433
: 0497 2711433
Mob. : 9847146526

JUMBO
BOOKS

(Agents for Government Publications and Educational Suppliers)

FORT ROAD, KANNUR - 670 001, KERALA, INDIA

امثال المصلح الموعود رضی اللہ عنہ

امۃ السلام طاہرہ اہلیہ مکرم مولوی محمد کلیم خاں صاحب مبلغ بنگلور

کلام اللہ، قرآن مجید ہے۔ اس میں بنی نوع انسان کی جسمانی وروحانی ترقی کے لئے سبق دیئے گئے ہیں۔ اعلیٰ اور ادنیٰ سمجھ والوں کے لئے باتیں بتائی گئی ہیں۔ اِسے (یسرنا القرآن) آسان بنایا گیا ہے۔ پڑھنے کے لئے بھی، سمجھنے کے لئے بھی اور عمل کرنے کے لئے بھی۔ اور تعلیم دینے کا طریقہ اور سلیقہ بہت پیارا ہے۔ کئی جگہ مثالیں دے کر باتیں سمجھائی گئی ہیں۔ خصوصاً دیر سے سمجھنے والوں کے لئے مثالیں دی گئی ہیں۔ نبی اور خلفاء بھی چونکہ اُستاد کے مقام پر ہوتے ہیں اور ہر خاص وعام کی تربیت کے لئے بعض وقت مثالیں دے دے کر سمجھایا کرتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کو بھی اللہ تعالیٰ نے منصب خلافت پر فائز فرمایا تھا۔ آپ نے بھی مثالیں دے کر باتیں سمجھائی ہیں۔ جس سے ادنیٰ سمجھ رکھنے والے بھی فائدہ حاصل کر لیتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کے بیان فرمودہ علمی نکتوں میں فی الوقت دو نکات اور اُن کی امثال پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی میں عبادات کے بعد انفاق فی سبیل اللہ کا مقام آتا ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ کے مُفید نتائج یا اسکی افادیت کو نہ سمجھنے والوں کو سمجھانے کے لئے ایک عام اور لطیف مثال حضرت مصلح موعودؓ نے یوں بیان فرمائی ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آتی ہے اور اس بات کے امتحان کا وقت آتا ہے کہ کون اس کے راستہ میں خرچ کرتا ہے اور کون نہیں کرتا تو اکثر لوگ اس میں پاس ہونے کی کوشش نہیں کرتے اور یہ نہیں سمجھتے کہ ہماری جان اور ہمارا مال ہمارے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ ہم بیچ چکے ہیں اور ہمارے پاس اُس نے بطور امانت کے یہ چیزیں رکھی ہوئی ہیں...مثال...کے طور پر دیکھو کہ تم زید کو ایک چیز خرید کر دو اور کہو کہ اسکو تم اپنے پاس رکھو اور استعمال بھی کرو۔ اگر کبھی ہمیں اس کی ضرورت ہوئی تو تم سے لے لینگے۔ مثلاً تم زید کو ایک مکان خرید کر دو کہ تم اِس میں رہو جب کبھی ہمیں اس کی ضرورت ہوئی اس وقت خالی کر دینا پھر کسی وقت تم اُسے جا کر کہو کہ ہم تم سے سارا مکان تو خالی نہیں کرواتے۔ البتہ ایک کمرہ کی ضرورت ہے وہ خالی کر دو لیکن وہ آگے سے یہ کہے کہ یہ مکان تو پہلے میری ضروریات کی نسبت کم ہے پھر میں آپکو ایک کمرہ کس طرح خالی کر دوں۔ کیا اس کے اِس جواب کو تم پسند کرو گے یا کوئی اور عقلمند انسان پسند کریگا۔ ہرگز نہیں بلکہ تم بھی اور دوسرے بھی اُس پر لعنت بھیجیں گے اور اس سے نفرت کا اظہار کرینگے۔ لیکن اکثر لوگ ایسا ہی معاملہ خدا تعالیٰ سے کرتے ہیں لیکن نہ اُن کا نفس اُن کو ملامت کرتا ہے نہ دوسرے لوگ اُن کو ملامت کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ امر نہایت ہی قابل نفرت اور مستحق ملامت ہے۔

پھر اس سے بھی بڑھ کر قابل ملامت اور لائق نفریں یہ بات ہے کہ اگر مالک مکان رہنے والے کو یہ بھی کہے کہ تم ایک کمرہ خالی کردو اُس کا میں تمہیں کرایہ بھی دے دونگا۔ لیکن پھر بھی وہ نہ مانے اور اللہ تعالیٰ اسی طرح فرماتا ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے جب میں اپنی رکھائی ہوئی امانت میں سے کچھ لوں گا تو اس کے بدلہ میں اور بھی بہت کچھ دوں گا۔ مگر پھر بھی بہت لوگ ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے دریغ کرتے ہیں۔ (تقریر جلسہ سالانہ فرمودہ 27؍دسمبر 1916ء مجموعہ تقاریر جلسہ سالانہ 1916ء صفحہ: 44-45 طبع اوّل) تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ: 550 میں بھی اختصار کے ساتھ ایسی ہی مثال ہے۔

مالی قربانی کی اہمیت مثال کے ساتھ پیش کی گئی اب ایک اہم مضمون کی بابت حضرت مصلح موعودؓ کا علم کلام ملاحظہ فرماویں۔

الٰہی کلام اور انسانی فطرت ایک دوسرے کے لئے بطور جوڑے کے ہیں۔ فرماتے ہیں ایک لفظوں میں کتاب الٰہی ہوتی ہے۔ دوسرے فطرت میں مرکوز ہوتی ہے۔

اور وہی کتاب الہامی ہوسکتی ہے جو انسانی فطرت کے مطابق ہو۔ پس انسانی فطرت میں بھی کلام الٰہی ہوتی ہے مگر اُسے اُبھارنے کے لئے الہام کی ضرورت ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے ایک طرف تو اپنے کلام کا ایک حصہ انسان کے دماغ میں رکھ دیا اور دوسرا حصہ اُس نے اپنے نبی کو دے کر بھیج دیا۔ جب یہ دونوں حصے ایک دوسرے کے ساتھ جڑ جاتے ہیں تو اُسے خدا کی طرف سے سمجھ لیا جاتا

ہے۔(فضائل القرآن صفحہ:102 طبع اوّل) اس مضمون کو مثال کے ساتھ سمجھا کے اپنے سفر ولایت کے ایام کا ایک لطیف واقعہ بیان فرماتے ہیں: جب ولادیت (پہلے سفر 1924ء کا ذکر ہے) سے واپس آیا تو جب جہاز (ship) پر ہم سوار ہوئے اُس کا چیف انجینئر ایک دن جہاز کی مشینری دکھانے کے لئے مجھے لے گیا اور دکھانے کے بعد کہنے لگا کہ آپ اپنے سیکریٹریوں کو واپس بھیج دیں۔ میں آپکے ساتھ ایک خاص بات کرنا چاہتا ہوں میں نے کہا بہت اچھا میں نے ساتھیوں کو بھیج دیا۔ جب وہ چلے گئے تو کہنے لگا۔ آپ کے پاس مختلف ممالک کے خطوط آتے ہوں گے۔ اگر آپ مجھے اُن خطوط کے ٹکٹ بھجوا دیا کریں۔ تو میں بہت ممنون ہوں گا۔ میں نے کہا اچھا اگر کوئی غیر معمولی ٹکٹ ملا تو بھیج دیا کروں گا کہنے لگا میں بھی آپ کی خدمت کروں گا۔ آپ مجھ پر اعتبار کریں اور مجھ سے کام لیں۔ پھر کہنے لگا آپ مجھ پر اعتبار کریں اور مجھ سے کام لیں۔ پھر کہنے لگا آپ جس غرض کے لئے ولایت گئے تھے اور مجھے معلوم ہے اور وہ یہی ہے کہ آپ نے حکومت کے خلاف مشنری رکھے ہوئے ہیں۔ انہیں آپ مخفی ہدایات دینے گئے تھے۔ اب آپ جو مخفی تحریریں بھیجنا چاہیں وہ میں لے جایا کروں گا۔ آپ اس طرح کریں کہ کارڈ کا ایک ٹکڑا آپ اپنے مشنری کو دیں اور دوسرا میرے ذریعہ بھیجیں۔ جب دونوں ٹکڑے ایک دوسرے کے ساتھ فٹ ہو جایا کریں گے تو آپ کے مشنری سمجھ لینگے کہ آپ نے جو ہدایت اُن کو بھیجی ہیں وہ اصلی ہیں اس طرح وہ آپکی ہدایات پہنچان لیا کریں گے۔ اس کا یہ قیاس تو غلط تھا اور میں نے اس کی تردید بھی کی اور کہا کہ ہم اپنی حکومت کے وفادار ہیں مگر جس طرح اُس نے کہا تھا کہ ایک ٹکڑا آپ اپنے مشنری کو دے دیں۔ اور دوسرا ٹکڑا مجھے بھجوا دیں۔ جب وہ دونوں ٹکڑے مل جائیں گے تو مشنری سمجھ لیگا کہ آپ نے جو ہدایات بھیجی ہیں وہ اصلی ہیں۔

یہی حالت انسان کی روحانیت کے متعلق ہوتی ہے ایک ٹکڑا کلام الٰہی کا انسان کے دماغ میں ہوتا ہے اور دوسرا ٹکڑا نبی کے پاس ہوتا ہے جب وہ دونوں فٹ ہو جاتے ہیں تو پتہ لگتا ہے کہ خدا کی طرف سے ہے اور اگر فٹ نہ ہوں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ ایسا کلام پیش کرنے والا دھوکا باز ہے۔

(فضائل القرآن صفحہ:102-103 طبع اوّل مشتمل بر موقعہ تقریر جلسہ سالانہ فرمودہ 29 دسمبر 1929ء)

☆☆☆

اجتماع مجلس

خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت کی تاریخیں

مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کے تمام ارکان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے 42ویں اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کے 33ویں سالانہ مرکزی اجتماع کے لئے 18-19-20 اکتوبر (منگل، بدھ، جمعرات) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ تمام خدام و اطفال اس کے مطابق تیاری کریں اور تمام قائدین سے گذارش ہے کہ وہ ابھی سے اجتماع کی تیاری کے لئے مؤثر پروگرام بنائیں اور اس پر عملدرآمد کر کے مرکز کو رپورٹ کریں۔ (صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

Anas Ahmad Soleja (Prop.)
Smart Foot Wear

WHOLESALE DEALER
All kinds of fancy foot wear
Parveen Palace,
Near Ramleela Ground
Sitapur Road, Lucknow, U.P.
Cell : 9336337356, 9935466400, 9670707074

Zishan Ahmad Amrohi
(Prop.)

Cell : 9720171269, 9720001269

ADNAN GARMENTS (INDIA)
(Jackets, geans Pants etc.)

ADNAN ELECTRONICS
(12 Volt D.C. Table Fan Manufacturing)

SHAN TRADING COMPANY
Wholesaler of
TANDU LEAVES AND TOBACCO

Ghar Pachiya, Amroha, J. P. Nagar, U.P. - 244221

NAVED SAIGAL
+91 9885560884
Tel : +91-40-39108888, (5 Lines)
e-mail : info@prosperoverseas.com
(HYDERABAD OFFICE)

ASIF SAIGAL
+91 9830960492 ,+91 98301 30491
Tel : +91-33-22128310, 32998310
e-mail : kolkata_prosperoverseas@rediffmail.com
(KOLKATA OFFICE)

STUDY ABROAD

★ UK ★ IRELAND ★ FRANCE ★ USA ★
★ AUSTRALIA ★ NEW ZEALAND ★
★ MALAYSIA ★ SWITZERLAND ★ CYPRUS ★
★ SINGAPORE ★ CHINA(MBBS) AND MANY MORE
FREE EDUCATION ALSO AVAILABLE

★ Study Abroad At Indian Cost (Any Course)
★ Comprehensive Free Counseling
★ Educational Loan Assistance
★ VISA Assistance
★ Travel And Foreign Exchange Arrangements
★ Part Time Job/ Internship available

Your Search For The Best End At......

PROSPER OVERSEAS
We Build Your Career

PROSPER CONSULTANTS

www. prosperoverseas.com

For Placement Enquiries Visit: **www.prosperconsultants.in**

Mansoor ✆9341965930
Love for All Hatred For None
Javeed ✆9886145274

CARGO LINKS
J.N. Roadlines

TRANSPORTERS & FLEET OWNERS
Open Truck & L.C.V Available

Daily Service to:
Hyderabad, Nagpur, Jabalpur, Indore, Bhopal
Raipur, Katni

Spl. In: O.D.C Truck Loads Accepted:
Karnataka, Andhra Pradesh, Tamilnadu,
Maharashtra, M.P, U.P

No. 75, Farha Comples, 1st main Road,
Kalashipalyam New Extn., Bangalore-560002
☎: 22238666, 22918730

Love For All Hatred For None
Sk.Zahed Ahmad
Proprietor
M/S
M.F. ALUMINIUM
Deals in :
All types of Aluminium, Sliding, Window, Door, Partitions, Structural Glazing and Aluminium Composite Panel

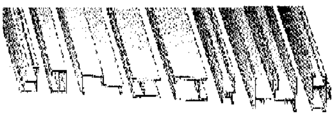

Chhapullia, By-Pass, Bhadrak, Orissa, Pin - 756100, INDIA
Mob 09437408829, (R) 06784-251927

NAVNEET JEWELLERS

Ph.: 01872-220489 (S)
220233, 220847 (R)

CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO

FOR EVERY KIND OF GOLD & SILVER ORNAMENTS

(All kinds of rings & "Alaisallah" rings also sold here)

Navneet Seth, Rajiv Seth
Main Bazzar Qadian

ملکی رپورٹیں

مجلس اطفال الاحمدیہ آسنور:- مورخہ 26؍جنوری کو اطفال کا ایک Drawing کمپٹیشن کروایا گیا یہ پروگرام مکرم ذاکر احمد نائک اور مکرم قائد صاحب مجلس کی مختصر تقاریر سے شروع ہوا۔ عزیزم یحییٰ الیاس لون اوّل، عزیزم سفیر احمد ماگرے دوم اور عزیز بلال احمد ملک نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ (بلال احمد ملک، ناظم اطفال آسنور)

یادگیر کی ڈائیری:- ☆- یکم جنوری 2011 کا آغاز نماز تہجد سے کیا گیا جس میں خدام، انصار، اطفال اور لجنہ کی تسلی بخش حاضری تھی۔ بعدۂ سب کی تواضع بھی کرائی گئی۔

☆- بعد نماز مغرب وعشاء ایک تربیتی اجلاس زیر صدارت مکرم رفعت اللہ غوری امیر مقامی ہوا۔ جس میں تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مکرم ابراہیم صاحب (انسپکٹر تحریک جدید) نے ''نماز باجماعت کی اہمیت اور برکات کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدۂ صدارتی خطاب ودُعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

☆- مورخہ 16 جنوری بروز اتوار بعد نماز فجر مسجد احمدیہ یادگیر کے احاطہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام ایک وقار عمل منعقد ہوا جس میں مسجد، نمائش حال اور رستوں کی صفائی کی گئی۔ اس وقار عمل میں 30 خدام اور 20 اطفال شامل ہوئے۔ بعدۂ امیر صاحب مقامی نے دُعا کرائی اور خدام و اطفال کو ناشتہ بھی کرایا گیا۔

☆- مورخہ 15؍جنوری بروز ہفتہ مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام ایک غیر احمدی دوست کی خواہش پر ان کے گھر میں MTA کا انتظام کروایا گیا۔ اب اللہ کے فضل سے وہ لوگ MTA کے تمام پروگرامز اور خاص کر حضور انور کے خطبات سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

☆- مورخہ 14؍جنوری کو مکرم بشارت احمد صاحب خادم مسجد نے ایک ہندو دوست کو خون کا عطیہ دیا۔

☆- مورخہ 16؍جنوری کو ایک انصار کی اچانک وفات پر خدام نے تجہیز و تکفین کا سارا انتظام کیا جس میں ہمارے 20 خدام شامل تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہماری ان خدمات کو قبول فرمائے اور مزید خدمت کی توفیق دے۔ آمین (قائد مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر)

مجلس خدام الاحمدیہ بھدرک زون اُڑیسہ:- مورخہ یکم جنوری 2011 کو بھدرک سے 70 کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک بک فیئر میں مجلس خدام الاحمدیہ بھدرک زون کو ایک جماعتی بک اسٹال لگانے کی سعادت ملی اس بک اسٹال میں ہلدی پدا، پل پور کے صدر صاحبان اور خدام نے ڈیوٹی سرانجام دی۔ (شیخ فاروق احمد، زونل قائد بھدرک زون اُڑیسہ)

رپورٹ تربیتی کیمپ گوداوری زون، آندھرا پردیش:- سنکرانتی تہوار کی تعطیلات کے موقع پر مورخہ 9 تا 11 جنوری تین روزہ تربیتی کیمپ بمقام بٹلہ پینومرو میں منعقد ہوا اس کیمپ میں گوداوری زون کی تمام جماعتوں سے پہلی تا دسویں کلاس کے طلباء جنکی تعداد 79 تھی شامل ہوئے۔ تمام طلباء کو چار گروپس میں حسب معیار تقسیم کیا گیا اور مسلسل تین روز دینیات اور اسلامی معاشرہ کی باتیں سکھائی گئیں۔

کیمپ کا آغاز نماز تہجد سے ہوا بعد نماز فجر تینوں دن درس کا بھی اہتمام کیا گیا افتتاحی تقریب ٹھیک 10 بجے شروع ہوئی۔ صدارتی خطاب میں تربیتی کیمپ کے مقاصد اور اسکے فوائد بتائے گئے۔ شام 4 بجے کھیلوں کا بھی انتظام ہوتا تھا۔ مورخہ 9؍جنوری کو بعد نماز مغرب وعشاء محترم محبوب احمد صاحب زونل قائد کی آمد پر خصوصی اجلاس کا انعقاد بھی کیا گیا۔ اختتامی تقریب کے موقع پر گاؤں کے پنچایت کے ممبران، پریزیڈنٹ اور میڈیا کے نمائندے بھی شریک ہوئے۔ الحمد للہ مختلف اخباروں میں خبریں مع تصاویر بھی شائع ہوئیں تقسیم انعامات ودعا کے ساتھ یہ کیمپ اختتام کو پہنچا۔

اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے مقامی احباب اور معلمین ومبلغین نے بھرپور تعاون دیا۔ اللہ تعالیٰ تمام شاملین اور منتظمین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ (پی.ایم.رشید)

حیدرآباد کی ڈائیری:- اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد کو شعبہ خدمت خلق، شعبہ تبلیغ اور شعبہ عمومی میں نمایاں کام کرنے کی توفیق ملی نیز دیگر شعبہ جات میں بھی خدام نے نمایاں کام کئے ہیں۔

☆- شعبہ عمومی:- اسکے تحت جلسہ سالانہ قادیان 2010ء پر 60 خدام نے حفاظتی ڈیوٹیاں دیں۔ اسی طرح 12 دسمبر کو جلسہ سیرت النبی صلعم کے پیش نظر مسجد الحمد میں 20 خدام نے حفاظتی ڈیوٹیاں سرانجام دی۔

☆- شعبہ خدمت خلق:- مورخہ 26؍دسمبر کو شہر حیدرآباد کے ایک مخیّر احمدی

بھائی کی جانب سے غرباء میں دو کوئنٹل چاول، ڈیڑھ کوئنٹل آٹا اور 25 کلو دال بطور عطیہ مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر انتظام تقسیم کروایا گیا۔ جس سے کم وبیش 100 خاندان مستفید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ انکے اموال میں برکت دے۔

☆ - شعبہ تبلیغ:- مورخہ 3 تا 10 دسمبر ہفتہ تبلیغ منایا گیا جس میں حاضرین خدام کی تعداد 121 تھی۔ اس دوران تبلیغی کلاسز، بک اسٹال، تقسیم فری لٹریچر، جلسہ سیرت النبی ﷺ، غیر احمدی احباب کو تبلیغ حق کے پروگرامز ہوئے۔

☆ - وقارِ عمل:- جلسہ سیرت النبیؐ کے دوران خدام نے وقار عمل بھی کیا جس میں حلقہ سعید آباد کے خدام کی حاضری 95% تھی۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ تمام خدام کو بہتر رنگ میں خدمات انجام دینے اور حضور انور کے ارشادات کے عین مطابق کام کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

(محمد مبشر احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد)

چلاں، نوشیرہ:- مورخہ 5 فروری کو نماز مغرب وعشاء کے بعد محفل سوال وجواب منعقد ہوئی۔ مورخہ 6 رفروری کو ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مکرم ڈاکٹر محمد اسلم احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ چارکوٹ اور مکرم مولوی عبدالحفیظ صاحب مبلغ سلسلہ نے تقاریر کیں۔ محترم امیر صاحب کے صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (شبیر احمد معلم سلسلہ)

شمالی کرناٹک: مورخہ 30 جنوری کو گوڑی ہال سرکل میں ایک تربیتی جلسہ زیر صدارت محترم حسین صاحب گنگاوتی منعقد ہوا۔ مکرم محمد لعل صاحب، مکرم محمد مقبول احمد۔ اور خاکسار نے مختلف تربیتی موضوعات پر تقاریر کیں۔ اس جلسہ میں تقریباً 150 افراد نے شرکت کی۔ مورخہ 23 جنوری کو جماعت احمدیہ ہری بنی مٹی میں ایک تربیتی جلسہ محترم محمد غوث صاحب قائمقام صدر جماعت کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جسمیں مکرم لقمان احمد صاحب، مکرم اقبال احمد صاحب، مکرم محمد مقبول

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَا كُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِىَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَّلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ٥

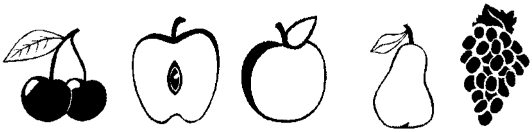

AHMAD FRUIT AGENCY

Commission & Forwarding Agents :
Asnoor, Kulgam (Kashmir)

Hqrt. Dar Fruit Co.
Kulgam
B.O. Ahmad Fruits

Mobiles : 9419049823, 9906722264

Prop. S. A. Quader

Ph. : (06784) 230088, 250853 (O)
252420 (R)

JYOTI
SAW MILL

Saw Mill Owner
&
Forest Contractor

Kuansh, Bhadrak, Orissa

Cell : 09886083030

زبیر احمد شحنہ

أليس الله بكاف عبده

ZUBER

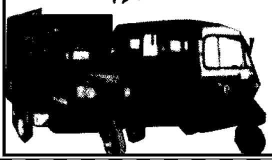

Engineering Works
Body Building All Types of
Welding and Grill Works
HK Road - YADGIR-585201
Dist. Gulbarga - Karnataka

صاحب، مکرم شیخ سعد علی صاحب اور خاکسار نے مختلف تربیتی موضوعات پر تقاریر کیں۔ اس کے بعد اجتماع منعقد کیا گیا جسمیں 4 جماعتوں کے 18 بچوں نے حصہ لیا۔ اس اجتماع میں بچوں کے مختلف علمی مقابلہ جات کروائے گئے۔ اور بعد میں انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔ اس کے بعد تقریب آمین وبسم اللہ منعقد ہوئی۔ (فضلِ حق خان سرکل انچارج)

بنگلور: مورخہ 23 جنوری کو محترم امیر صاحب کی صدارت میں ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا جسمیں مکرم برکات احمد صاحب، مکرم محمد عبید اللہ صاحب قریشی اور خاکسار نے مختلف تربیتی موضوعات پر تقاریر کیں۔ اس جلسہ میں دو اطفال نے حدیث اور نظم پیش کی۔ آخری تقریر مکرم محمد کلیم خان صاحب مبلغ انچارج نے کی۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس جلسہ میں تقریباً 100 افراد نے شرکت کی۔ (طارق احمد مبلغ سلسلہ)

حصار: مورخہ 20 فروری کو جماعت احمدیہ مسعود پور میں ایک جلسہ سیرۃ النبی منعقد کیا گیا۔ جس میں تین سواسی مرد و زن نے شرکت کی اس موقعہ پر خدام الاحمدیہ کی طرف سے ایک فری میڈیکل کیمپ لگایا گیا جس کے لئے M.B.B.S ڈاکٹر کو دعوت دی گئی تھی۔ دو سو پنسٹھ افراد نے اس کیمپ سے فائدہ اُٹھایا۔ جلسہ میں شامل ہونے والے غیر مسلم احباب کو اس موقعہ پر ڈیوٹی دینے والے خدام نے تبلیغ بھی کی۔ (انور دین سرکل انچارج)

گوداوری زون: مورخہ 30 جنوری کو پہلا سالانہ اجتماع منعقد کیا گیا۔ نمازِ تہجد سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے خدام اور اطفال کی مختلف کھیلیں کروائی گئیں۔ اجتماع کے علمی مقابلہ جات 11 بجے شروع ہوئے جن میں اکثر خدام و اطفال نے شرکت کی۔ دوسری نشست مکرم پی۔ ایم رشید صاحب مبلغ سلسلہ گوداوری زون کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں خاکسار، مکرم مولوی کے ریاض احمد صاحب نے تقاریر کیں۔ مہمانِ خصوصی مکرم عنایت اللہ صاحب حال کویت نے قبولیت اسلام کی وجہ بیان کی۔ بعدہ دو عیسائی نوجوانوں مکرم جان ہنری اور مکرم شبارا ورکم نے بیعت کی۔ اس کے بعد تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوئی۔ (محمد محبوب علی زونل قائد)

بلاری، کرناٹک: مورخہ 21 جنوری کو ابو نعیم صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت مجلس خدام الاحمدیہ کی جانب سے جلسہ سیرۃ النبی منعقد کیا گیا مکرم فیروز احمد ناظم تربیت نے تقریر کی اور آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ بیان کئے صدرِ اجلاس کے خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس جلسہ میں کل 14 افراد نے شرکت کی۔ (نور باشا قائد مجلس)

بٹلہ پنو، آندھرا: مورخہ 20 فروری کو جلسہ یومِ مصلح موعود محترم ناصر احمد صاحب صدر جماعت کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد پیشگوئی مصلح موعود کا تلگو ترجمہ پیش ہوا۔ خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود کا پسِ منظر پیش کیا۔ صدارت خطاب اور دُعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

☆☆☆

رپوٹوں کے بارے میں ایک ضروری اعلان

امراء کرام، صدور صاحبان، مبلغین، معلمین، زعماء انصار اللہ اور صدور لجنہ اماء اللہ جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے کام کی رپوٹیں رسالہ مشکوٰۃ میں شائع کرنے کے لئے ارسال کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حسبِ ھدایت محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت گذارش ہیکہ جماعتی رپوٹیں اخبار ''بدر'' میں، مجلس انصار اللہ کی رپوٹیں رسالہ ''انصار اللہ'' میں اور لجنہ اماء اللہ کی رپوٹیں رسالہ ''النصرت'' میں شائع کرنے کے لئے متعلقہ ایڈیٹر صاحبان کو بھجوائیں۔ رسالہ مشکوٰۃ کے لئے وہی رپوٹیں ارسال کریں جو مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس اطفال الاحمدیہ کی مساعی کے متعلق ہوں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ (ادارہ)

خریداران مشکوٰۃ متوجہ ہوں

جملہ خریدارانِ مشکوٰۃ کی آگاہی کے لئے کیا جاتا ہے کہ کاغذ اور پرنٹنگ وغیرہ کی مہنگائی کے باعث جنوری 2011ء سے سالانہ چندہ مشکوٰۃ کا بدلِ اشتراک درج ذیل تفصیل کے مطابق تبدیل ہوگیا ہے اس کے مطابق آئندہ ادائیگی کی درخواست ہے۔ اسی طرح مودبانہ درخواست ہے کہ اپنا حساب چیک کرلیں کہ کیا آپ نے چندہ مشکوٰۃ کی ادائیگی کردی ہے؟ اسی طرح اپنے دوست احباب کے نام بھی مشکوٰۃ جاری کرنے کی طرف خصوصی توجہ کرنے کی درخواست ہے۔

تفصیل بدلِ اشتراک

اندرون ملک:	-/180 روپے
بیرون ملک:	50 امریکی ڈالر
قیمت فی پرچہ:	-/20 روپے

(مینجر مشکوٰۃ)

sympathised tenderly. Gentle and unbending towards little children, he would not disdain to accost a group of them at play with the salutation of peace. He shared his food, even in times of scarcity, with others, and was sedulously solicitous for the personal comfort of everyone about him. A kindly and benevolent disposition pervaded all those illustrations of his character. Muhammad was a faithful friend. He loved Abu Bakr with the close affection of a brother; Ali, with the fond partiality of a father. Zaid, the freedman, was so strongly attached by the kindness of the Prophet, that he preferred to remain at Makkah rather than return home with his own father. 'I will not leave thee,' he said, clinging to his patron, 'for thou hast been a father and mother to me.' The friendship of Muhammad survived the death of Zaid, and his son Usama was treated by him with distinguished favour for the father's sake. Uthman and Umar were also the objects of a special attachment; and the enthusiasm with which, at Hudaibiyya, the Prophet entered into the Pledge of the Tree and swore that he would defend his beleaguered son in law even to the death, was a signal proof of faithful friendship. Numerous other instances of Muhammad's ardent and unwavering regard might be adduced. His affections were in no instance misplaced; they were ever reciprocated by a warm and self sacrificing love.

In the exercise of a power absolutely dictatorial, Muhammad was just and temperate. Nor was he wanting in moderation towards his enemies, when once they had cheerfully submitted to his claims. The long and obstinate struggle against his pretentions maintained by the inhabitants of Makkah might have induced its conqueror to mark his indignation in indelible traces of fire and blood. But Muhammad, excepting a few criminals, granted a universal pardon; and, nobly casting into oblivion the memory of the past, with all its mockery, its affronts and persecution, he treated even the foremost of his opponents with a gracious and even friendly consideration. Not less marked was the forbearance shown to Abdullah and the disaffected citizens of Madinah, who for so many years persistently thwarted his designs and resisted his authority, nor the clemency with which he received submiss ive advances of tribes that before had been the most hostile, even in the hour of victory.

Again he wrote:

It is strongly corroborative of Muhammad's sincerity that the earliest converts to Islam were not only of upright character, but his own bosom friends and people of his own household who, intimately acquainted with his private life could not fail otherwise to have detected those discrepancies which even more or less exist between the profession of the hypocritical deceiver abroad and his actions at home". (to be continued......)

Noor-ul-Mubeen
Prop.
Cell : 9886294946, 9902095153

Sara Foot Wear

WHOLESALE & RETAIL
A Complete Family Showroom

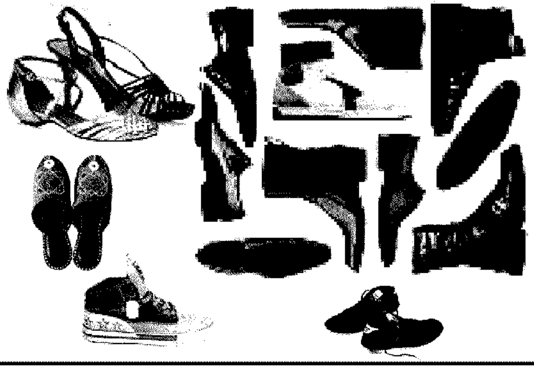

Station Road, Yadgir, Distt. Gulbarga

Ph.: 2769809
MBC **Mustafa** BOOK COMPANY
(Agents of Govt. Publications & Educational Suppliers)
Fort Road, Kannur - 1

LAMARTINE

Lamartine a French historian, writes in his book, History of Turkey, p. 276:

Philosopher, orator, apostle, legislator, warrior, conqueror of ideas, restorer of rational dogmas, the founder of twenty terrestrial empires and of one spiritual empire, that is Muhammad. As regards all standards by which human greatness may be measured, we may ask, is there any man greater than he?

I"f greatness of purpose, smallness of means, and outstanding results are the three criteria of human genius, who could dare to compare any great man in modern history with Muhammad? The most famous men created arms, and empires only. They founded, if any at all, no more than material power which often crumbled away before their eyes. This man merged not only armies, legislation, empires, peoples and dynasties but millions of men in one third of the inhabited world, and more than that, moved the altars, the gods, the religions, the ideas, the beliefs and the souls on the basis of a Book, every letter of which has become law. He created a spiritual nationality of every tongue and of every race." (Historie de la Turqu,, Vol. 2, page 76-77)

SIR WILLIAM MUIR

The following description of his person and character is taken from Sir William Muir (Life of Muhammad, pp. 510-13):

His form, though little above mean height, was stately and commanding. The depth of feeling in his dark black eyes, and the winning expression of a face otherwise attractive, gained the confidence and love of strangers, even at first sight. His features often unbended into a smile full of grace and condescension. He was, says an admiring follower, the handsomest and bravest, the brightest faced and most generous of men. It was as though the sunlight beamed in his countenance. His gait has been likened to that of one descending a hill rapidly. When he made haste, it was with difficulty that one kept pace with him. He never turned, even if his mantle caught in a thorny bush; so that his attendants talked and laughed freely behind him secure of being unobserved.

Thorough and complete in all his actions, he took in hand no work without bringing it to a close. The same habit pervaded his manner in social intercourse. If he turned in a conversation towards a friend, he turned not partially, but with his full face and his whole body. In shaking hands, he was not the first to withdraw his own; nor was he the first to break off in converse with a stranger, nor to turn away his ear. A patriarchal simplicity pervaded his life. His custom was to do everything for himself. If he gave an alms he would place it with his own hands in that of the petitioner. He aided his wives in their household duties, mended his clothes, tied up the goats, and even cobbled his sandals. His ordinary dress was of plain white cotton stuff, made like his neighbours'. He never reclined at meals. Muhammad, with his wives, lived, as we have seen, in a row of low and homely cottages built of unbaked bricks, the apartments separated by walls of palm branches rudely daubed with mud, while curtains of leather, or of black haircloth, supplied the place of doors and windows. He was to all of easy access even as the river's bank to him that draweth water from it. Embassies and deputations were received with the utmost courtesy and consideration. In the issue of rescripts bearing on their representations, or in other matters of state, Muhammad displayed all the qualifications of an able and experienced ruler. What renders this the more strange is that he was never known himself to write.

A remarkable feature was the urbanity and consideration with which Muhammad treated even the most insignificant of his followers. Modesty and kindliness, patience, self denial, and generosity, pervaded his conduct, and riveted the affections of all around him. He disliked to say No. If unable to answer a petitioner in the affirmative, he preferred silence. He was not known ever to refuse an invitation to the house even of the meanest, nor to decline a proffered present however small. He possessed the rare faculty of making each individual in a company think that he was the favoured guest. If he met anyone rejoicing at success he would seize him eagerly and cordially by the hand. With the bereaved and afflicted he

the intervening thirteen centuries. Differences and divisions between these Arab states exist, of course, and they are considerable, but the partial disunity should not blind us to the important elements of unity that have continued to exist. For instance, neither Iran nor Indonesia, both oil producing states and both Islamic in religion, joined in the oil embargo of the winter of 1973 74. It is no coincidence that all of the Arab states, and only the Arab states, participated in the embargo.

We see, then, that the Arab conquests of the seventh century have continued to play an important role in human history, down to the present day. It is this unparalleled combination of secular and religious influence which I feel entitles Muhammad to be considered the most influential single figure in human history.

SIR THOMAS CARLYLE

Talking about the fact that Hadhrat Muhammadsaw was illiterate he writes:

One other circumstance we must not forget: that he had no school learning; of the thing we call school-learning none at all. The art of writing was but just introduced into Arabia; it seems to be the true opinion that Muhammad never could write! Life in the Desert, with its experiences, was all his education. What of this infinite Universe he, from his dim place, with his own eyes and thoughts, could take in, so much and no more of it was he to know. Curious, if we will reflect on it, this of having no books. Except by what he could see for himself, or hear of by uncertain rumour of speech in the obscure Arabian Desert, he could know nothing. The wisdom that had been before him or at a distance from him in the world, was in a manner as good as not there for him. Of the great brother souls, flame beacons through so many lands and times, no one directly communicates with this great soul. He is alone there, deep down in the bosom of the Wilderness; has to grow up so, -- alone with Nature and his own Thoughts.

Talking about his marriage he writes:

How he was placed with Kadijah, a rich Widow, as her steward, and travelled in her business, again to the Fairs of Syria; how he managed all, as one can well understand, with fidelity and adroitness; how her gratitude, her regard for him grew: the story of their marriage is altogether a graceful intelligible one, as told us by the Arab authors. He was twenty five; she forty, though still beautiful. He seems to have lived in a most affectionate, peaceable, wholesome way with this wedded benefactress; loving her truly, and her alone. It goes greatly against the impostor theory, the fact that he lived in this entirely unexceptionable, entirely quiet and commonplace way, till the heat of his years was done.

J. H. DENISON

J. H. Denison writes in his book, Emotions as the Basis of Civilisation, pp. 265 9:

In the fifth and sixth centuries, the civilised world stood on the verge of chaos. The old emotional cultures that had made civilisation possible, since they had given to man a sense of unity and of reverence for their rulers, had broken down, and nothing had been found adequate to take their place. ..... It seemed then that the great civilisation which had taken four thousand years to construct was on the verge of disintegration, and that mankind was likely to return to that condition of barbarism where every tribe and sect was against the next, and law and order were unknown .... The new sanctions created by Christianity were creating divisions and destruction instead of unity and order .... Civilisation like a gigantic tree whose foliage had over reached the world ..... stood tottering ..... rotted to the core .... Was there any emotional culture that could be brought in to gather mankind once more to unity and to save civilisation? ... It was among the Arabs that the man was born who was to unite the whole known world of the east and south.

S.P. SCOTT

S. P. Scott writes in, History of the Moorish Empire in Europe, p. 126:

If the object of religion be the inculcation of morals, the diminution of evil, the promotion of human happiness, the expansion of the human intellect, if the performance of good works will avail in the great day when mankind shall be summoned to its final reckoning it is neither irreverent nor unreasonable to admit that Muhammad was indeed an Apostle of God.

since regained their independence from the Arabs. And in Spain, more than seven centuries of warfare finally resulted in the Christians reconquering the entire peninsula. However, Mesopotamia and Egypt, the two cradles of ancient civilization, have remained Arab, as has the entire coast of North Africa. The new religion, of course, continued to spread, in the intervening centuries, far beyond the borders of the original Muslim conquests. Currently, it has tens of millions of adherents in Africa and Central Asia, and even more in Pakistan and northern India, and in Indonesia. In Indonesia, the new faith has been a unifying factor. In the Indian subcontinent, however, the conflict between Muslims and Hindus is still a major obstacle to unity.

How, then, is one to assess the overall impact of Muhammad on human history? Like all religions, Islam exerts an enormous influence upon the lives of its followers. It is for this reason that the founders of the world's great religions all figure prominently in this book. Since there are roughly twice as many Christians as Muslims in the world, it may initially seem strange that Muhammad has been ranked higher than Jesus. There are two principal reasons for that decision First, Muhammad played a far more important role in the development of Islam than Jesus did in the development of Christianity. Although Jesus was responsible for the main ethical and moral precepts of Christianity (insofar as these differed from Judaism), St. Paul was the main developer of Christian theology, its principal proselytizer, and the author of a large portion of the New Testament.

Muhammad, however, was responsible for both the theology of Islam and its main ethical and moral principles. In addition, he played the key role in proselytizing the new faith, and in establishing the religious practices of Islam. Moreover, he is the author of the Muslim holy scriptures, the Quran, (however, the Muslims believe and try to prove that it is the literal word of God), a collection of certain of Muhammad's insights that he believed had been directly revealed to him by Allah. Most of these utterances were copied more or less faithfully during Muhammad's lifetime and were collected together in authoritative form not long after his death. The Quran, therefore, closely represents Muhammad's ideas and teachings and to a considerable extent his exact words. No such detailed compilation of the teachings of Christ has survived. Since the Quran is at least as important to Muslims as the Bible is to Christians, the influence of Muhammad through the medium of the Quran has been enormous. It is probable that the relative influence of Muhammad on Islam has been larger than the combined influence of Jesus Christ and St. Paul on Christianity. On the purely religious level, then, it seems likely that Muhammad has been as influential in human history as Jesus.

Furthermore, Muhammad (unlike Jesus) was a secular as well as a religious leader. In fact, as the driving force behind the Arab conquests, he may well rank as the most influential political leader of all time.

Of many important historical events, one might say that they were inevitable and would have occurred even without the particular political leader who guided them. For example, the South American colonies would probably have won their independence from Spain even if Simon Bolivar had never lived. But this cannot be said of the Arab conquests. Nothing similar had occurred before Muhammad, and there is no reason to believe that the conquests would have been achieved without him. The only comparable conquests in human history are those of the Mongols in the thirteenth century, which were primarily due to the influence of Genghis Khan. These conquests, however, though more extensive than those of the Arabs, did not prove permanent, and today the only areas occupied by the Mongols are those that they held prior to the time of Genghis Khan.

It is far different with the conquests of the Arabs. From Iraq to Morocco, there extends a whole chain of Arab nations united not merely by their faith in Islam, but also by their Arabic language, history, and culture. The centrality of the Quran in the Muslim religion and the fact that it is written in Arabic have probably prevented the Arab language from breaking up into mutually unintelligible dialects, which might otherwise have occurred in

influence is still powerful and pervasive.

The majority of the persons in this book had the advantage of being born and raised in centers of civilization, highly cultured or politically pivotal nations. Muhammad, however, was born in the year 570, in the city of Makkah, in southern Arabia, at that time a backward area of the world, far from the centers of trade, art, and learning. Orphaned at age six, he was reared in modest surroundings. Islamic tradition tells us that he was illiterate. His economic position improved when, at age twenty five, he married a wealthy widow. Nevertheless, as he approached forty, there was little outward indication that he was a remarkable person.

Most Arabs at that time were pagans, who believed in many gods. There were, however, in Makkah, a small number of Jews and Christians; it was from them no doubt that Muhammad first learned of a single, omnipotent God who ruled the entire universe. When he was forty years old, Muhammad became convinced that this one true God (Allah) was speaking to him, and had chosen him to spread the true faith.

For three years, Muhammad preached only to close friends and associates. Then, about 613, he began preaching in public. As he slowly gained converts, the Makkahn authorities came to consider him a dangerous nuisance. In 622, fearing for his safety, Muhammad fled to Madinah (a city some 200 miles north of Makkah), where he had been offered a position of considerable political power. This flight, called the Higra, was the turning point of the Prophet's life. In Makkah, he had had few followers. In Madinah, he had many more, and he soon acquired an influence that made him a virtual dictator. During the next few years, while Muhammad's following grew rapidly, a series of battles were fought between Madinah and Makkah. This war ended in 630 with Muhammad's triumphant return to Makkah as conqueror. The remaining two and one half years of his life witnessed the rapid conversion of the Arab tribes to the new religion. When Muhammad died, in 632, he was the effective ruler of all of southern Arabia.

The Bedouin tribesmen of Arabia had a reputation as fierce warriors. But their number was small; and plagued by disunity and internecine warfare, they had been no match for the larger armies of the kingdoms in the settled agricultural areas to the north. However, unified by Muhammad for the first time in history, and inspired by their fervent belief in the one true God, these small Arab armies now embarked upon one of the most astonishing series of conquests in human history. (However, one should note that these were not offencive wars, limitation of time and space will not allow us to dwell onto a detailed analysis of these wars and conquests). To the northeast of Arabia lay the large Neo Persian Empire of the Sassanids; to the northwest lay the Byzantine, or Eastern Roman Empire, centered in Constantinople. Numerically, the Arabs were no match for their opponents. On the field of battle, though, the inspired Arabs rapidly conquered all of Mesopotamia, Syria, and Palestine. By 642, Egypt had been wrested from the Byzantine Empire, while the Persian armies had been crushed at the key battles of Qadisiya in 637, and Nehavend in 642.

But even these enormous conquests -- which were made under the leadership of Muhammad's close friends and immediate successors, Abu Bakr and 'Umar ibn al Khattab did not mark the end of the Arab advance. By 711, the Arab armies had swept completely across North Africa to the Atlantic Ocean. There they turned north and, crossing the Strait of Gibraltar, overwhelmed the Visigothic kingdom in Spain. For a while, it must have seemed that the Muslims would overwhelm all of Christian Europe. However, in 732, at the famous Battle of Tours, a Muslim army, which had advanced into the center of France, was at last defeated by the Franks. Nevertheless, in a scant century of fighting, these Bedouin tribesmen, inspired by the word of the Prophet, had carved out an empire stretching from the borders of India to the Atlantic Ocean -- the largest empire that the world had yet seen. And everywhere that the armies conquered, large scale conversion to the new faith eventually followed.

Now, not all of these conquests proved permanent. The Persians, though they have remained faithful to the religion of the Prophet, have

The Holy Prophet Muhammad[s-a-w] in the Eyes of Non-Muslims

...... Zia Shah ......

(part.1)

I intend to quote some of the writings of Non-Muslim writers to illustrate how the holy prophet[s-a-w] appeared in the eyes of some of the Non-Muslim writers.

PRINGLE KENNEDY

Pringle Kennedy has observed (Arabian Society at the Time of Muhammad, pp.8, 10, 18, 21):

Muhammad was, to use a striking expression, the man of the hour. In order to understand his wonderful success, one must study the conditions of his times. Five and half centuries and more had elapsed when he was born since Jesus had come into the world. At that time, the old religions of Greece and Rome, and of the hundred and one states along the Mediterranean, had lost their vitality. In their place, Caesarism had come as a living cult. The worship of the state as personified by the reigning Caesar, such was the religion of the Roman Empire. Other religions might exist, it was true; but they had to permit this new cult by the side of them and predominant over them. But Caesarism failed to satisfy. The Eastern religions and superstitions (Egyptian, Syrian, Persian) appealed to many in the Roman world and found numerous votaries. The fatal fault of many of these creeds was that in many respects they were so ignoble ...

When Christianity conquered Caesarism at the commencement of the fourth century, it, in its turn, became Caesarised. No longer was it the pure creed which had been taught some three centuries before. It had become largely de spiritualised, ritualised, materialised ....

How, in a few years, all this was changed, how, by 650 AD a great part of this world became a different world from what it had been before, is one of the most remarkable chapters in human history .... This wonderful change followed, if it was not mainly caused by, the life of one man, the Prophet of Mecca ....

Whatever the opinion one may have of this extraordinary man, whether it be that of the devout Muslim who considers him the last and greatest herald of God's word, or of the fanatical Christian of former days, who considered him an emissary of the Evil One, or of certain modern Orientalists, who look on him rather as a politician than a saint, as an organiser of Asia in general and Arabia in particular, against Europe, rather than as a religious reformer; there can be no difference as to the immensity of the effect which his life has had on the history of the world.

To those of us, to whom the man is everything, the milieu but little, he is the supreme instance of what can be done by one man. Even others, who hold that the conditions of time and place, the surroundings of every sort, the capacity of receptivity of the human mind, have, more than an individual effort, brought about the great steps in the world's history, cannot well deny, that even if this step were to come, without Muhammad, it would have been indefinitely delayed.

MICHAEL H HART

He in his book The 100 has ranked the great men in history with respect to their influence on human history. He ranked the Holy Prophet Muhammmadsaw as the most influential man in the human history. He wrote the following about the Holy Prophet Muhammadsaw. The text has been quoted in its entirety, however in the few places where I differed strongly with his opinion, I have taken the liberty to insert my humble opinion within parenthesis to caution the reader.

My choice of Muhammad to lead the list of the world's most influential persons may surprise some readers and may be questioned by others, but he was the only man in history who was supremely successful on both the religious and secular levels.

Of humble origins, Muhammad founded and promulgated one of the world's great religions, and became an immensely effective political leader. Today, thirteen centuries after his death, his

مورخہ 20 دسمبر 2010ء جلسہ سیرت النبی ﷺ بمقام حیدر آباد میں
محترم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوۃ الی اللہ بھارت خطاب فرماتے ہوئے

اس موقع پر سامعین کا ایک منظر

تربیتی جلسہ بمقام ہری بنی مٹی سرکل یلبر گہ شمالی کرناٹک

مجلس اطفال الاحمدیہ ماتھوٹم کیرلہ کی جانب سے منعقد کئے گئے ایک ٹور کا منظر

مورخہ 20 فروری 2011ء جلسہ سیرت النبی ﷺ مسعود پور، ہریانہ کا ایک منظر

اس موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی جانب سے لگائے گئے مفت میڈیکل کیمپ کا منظر

Registered with Registrar of NEWS Papers of India at No.38951/82 Postal Registration No: Pb L/P/ GDP-18/12

Vol : 30
Monthly

February 2011

Issue No. 2

MISHKAT Qadian

Majlis Khuddamul Ahmadiyya Bharat Qadian

Ph: (91)1872-220139 Fax: 220105

Rs. 20/-

Editor : Ataul Mujeeb Lone Ph : O9815016879

Manager : Rafiq Ahmad Beig Ph: 9878047444

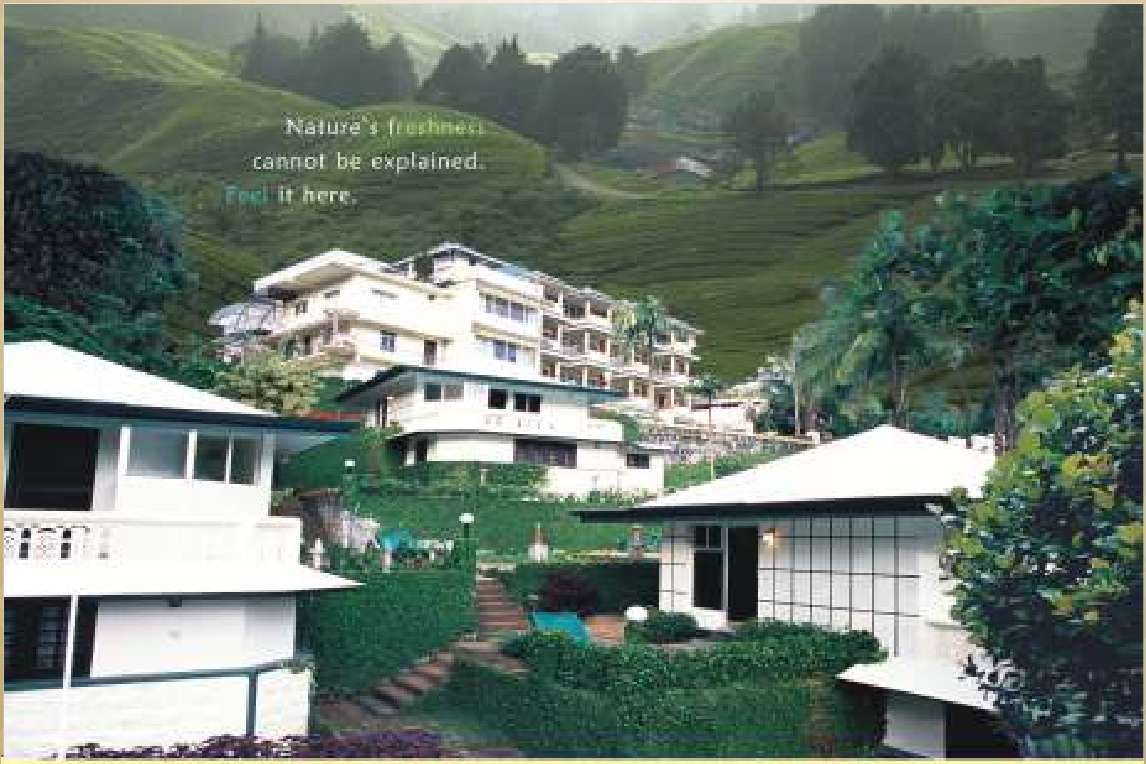

Facilities:

- Laundry Service
- Hot and cold running water
- Doctor on call
- Conference hall
- Credit card facilities
- Travel assistance
- Foreign Exchange

Igloo nature resort

Igloo nature resort
Chithirapuram, Munnar 685 565. Kerala
Tel: +91 4865 263207, 263029 Fax : 263048
e-mail: info@igloomunnar.com
website: www.igloomunnar.com